Digitized by Google

Tarjumān-ĕ-ʿiṣmat.

Digitized by Google

Tarjman Ismat

INDIAN INSTITUTE

بعون صناع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

کیا مثنوی لاجواب ہے کہ جسمین عمدہ فسانہ دلچسپ و انتخاب ہے جیسا کہ نیا فسانہ ہے ویسا ہی مثنوی نظم پاکیزہ بیمثال ہے باسم تاریخی

ترجمان عصمت

۱۲۹۸ ہجری

از جودت طبع سخنور عالی الطبع نازک فکر حافظ کریم بخش صاحب متخلص احقر حسب خواہش مصنف موصوف کے

مطبع نامی منشی نولکشور مین بمرتبہ طبع مقبول جہان ہوئی

Digitized by Google

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہی تیغ زبان مین آبداری
رحمان ہی مالکِ جہان ہی
رکھتا نہین غیر کا جھیلا
کیا بندہ نواز ہی یہ سرکار
جسوقت جو چاہے یان چلا آے
انعام کا در کھلا ہوا ہی
پھرتا نہین کوئی ہاتھ خالی
کیا جاہ و جلال کی ہی درگاہ
پروا نہین کچھ کسیکی رکھتا
ہوتا ہی جو اُسکے در پہ سائل
اکرام کی بھیر کر منادی

جوہر ہی سخن کا حمد باری
اپنے بندون پہ مہربان ہی
کرتا ہی سب انتظام اکیلا
ہر وقت کھلا ہوا ہی دربار
جی چاہے سو اپنی عرض کر جاے
روزینہ ہر اک کو بٹ رہا ہی
سرکار ہی اسطرح کی عالی
ماشاءاللہ واہ وا واہ
یکتا ہی وہ پاک ذات ایسا
ہوتی ہی مراد اُسکی حاصل
بندون کو نوید یہ سنادی

خالق ہی کریم و کبریا ہی
مختار ہی اپنی سلطنت کا
حاجت نہ کسی وزیر کی ہی
مانع نہ کسیکا کوئی یان ہی
محتاجون کی بھیڑ ہی برابر
پاتا ہی ہر اک بقدر مقسوم
ہر درد کی اس جگہ دوا ہی
جھکتا ہی ہر اک کا اسجگہ سر
باوصفِ گناہ وہ خداوند
احسان تو دیکھیے خدا کا
بے کھٹکے جو چاہے یان چلا آے

رازق ہی رحیم و ذوالعطا ہی
مالک ہی تمام مملکت کا
پروا نہ کسی مشیر کی ہی
حاجب ہی نہ کوئی پاسبان ہی
سرکار کا لٹ رہا ہی لنگر
جاتا نہین کوئی یانسے محروم
ہر دکھ کے لیے یہان شفا ہی
ہین شاہ و گدا یہان برابر
کرتا نہین رزق کو کبھی بند
خود حکم دیا ہمین دعا کا
جو چاہے یہان سے مانگ لیجاے

امید جو کر کے در پر آیا
مقصود وجود دل کا تھا وہ پایا
درگاہ مین اُسکی کیا کمی ہی
ذات اُسکی کریم ہی غنی ہی

ہین اُسکے عجیب کارخانے
کیونکر کوئی اُسکے رمز جانے
مفلس کو غنی بنائے دم مین
منعم کا نشان مٹائے دم مین

کرتا ہی فقیر پادشا کو
دیتا ہی وہ سلطنت گدا کو
بھید اُسکے سمجھ مین آئین کیونکر
پر جلتے ہین عقل کے یہان پر

نعت حضرت سرور کائنات علیہ افضل الصلوات و منقبت آل اطہار و اصحاب کبار رضی اللہ عنہم

حضرت کی جو نعت کا بیان ہی
کیا صلّ علیٰ قلم رواں ہی
جب نعت نبی کا وقت آیا
خامہ نے ادب سے سر جھکایا

پھر پڑھ کے درود کر کے تسلیم
لکھنے لگا اس طرح یہ تعلیم
ای میرے نبی خدا کے پیارے
ہم بیٹھے ہین آپ کے سہارے

حامی نہین کوئی بھی ہمارا
ہی ذات شریف کا سہارا
تم سرور خیل انبیا ہو
محبوب و حبیب کبریا ہو

خالق نے کیا ہی تمکو پیدا
پھر خود ہی ہوا ہی تم پہ شیدا
تمکو نہ اگر خدا بناتا
ہستی مین عدم سے کچھ نہ آتا

ہوتی نہ جو ذات پاک رہبر
پہچانتے ہم خدا کو کیونکر
ذات آپکی مظہر خدا ہی
آئینۂ عکس کبریا ہی

ہی سب سے بزرگ ذات اقدس
اللہ کے بعد آپ ہین بس
وہ راز و نیاز کے اشارے
ہوتے تھے خدا سے جو تمہارے

ہرگز وہ نہین سمجھ مین آتے
اور عقل مین کچھ نہین سماتے
حیران ہی خرد یہ بھید کیا ہی
یان راز و نیاز ہی نیا ہی

اُس سمت سے ہو خطاب لولاک
اس سمت سے عجز ما عبدناک
کیا اُنکی کریگا کوئی تعریف
کرتا ہی خدا ہی جبکہ توصیف

وہ قامت پاک معجزہ تھا
اک نور ہی نور تھا سراپا
انکو تو جو شان ذوالمنن تھا
سانچے مین ڈھلا ہوا بدن تھا

تھی آپکی کاکل گرہ گیر
واللیل اذا سجیٰ کی تفسیر
پُر نور ضیا تھا ایسا ماتھا
والشمس کا صاف ترجما تھا

قوسین کی شرح ابروے پاک
بینی شریف تھی فرحناک
کیونکر ہو ثنائے چشم حضرت
تھی سورۂ صاد کی وہ آیت

تھے گوش شریف کان رحمت
تھی اُنسے نمود شان رحمت
رخسارۂ پُر ضیا و پُر نور
تھی شان نزول سورۂ نور

والشمس تھا یا کہ والضحیٰ تھا
حیرت ہی کہ نور رخ کا کیا تھا
تھا مصحف پاک روے خندان
والنجم اذا ہوی تھے دندان

اُس مصحف پاک کا جو تھا خط
کس درجہ تھا خوش لکھا ہوا خط
پاکیزہ و صاف واہ کیا تھا
اللہ کے ہاتھ کا لکھا تھا

رخشان لب پُر شکر تھے دونون
والفجر تھے والقمر تھے دونون
نورانی تھی اس طرح کی گردن
کافور کی جیسے شمع روشن

شانون کی عجب طرح کی تھی شان
کونین کی جان اُنپہ قربان
تھی مہر نبوت اس سے اُنپر
ہین ختم رسل یہی میسر

وہ ہاتھ کہ تھے ضمان بخشش
تھے بحر سخا و کان بخشش
تھا سینۂ صاف بحر رحمت
کیا جسکی صفت کی مجکو حاجت

خود جسپہ بقول کبریائی
ہی آیۂ صدر کی گواہی
انوار خدا سے پُر شکم تھا
میلان غذا پر اُسکو کم تھا

وہ پاے شریف تھے مکرم
مشتاق تھا جنکا عرش اعظم
مدت سے یہ آسرا لگا تھا
آنکھون مین ہو سرمہ خاک پا کا

معراج کی رات جبکہ آئی
آنکھون مین وہ خاک پا لگائی
پلکون سے وہ خاک جبکہ مل لی
بس ہو گئی عرش کی تسلی

ای احقر خستہ اپنا جی جان
کر ایسے نبی پہ دل سے قربان
تھی جنکو ہمیشہ فکر اُمت
رہتا تھا زبان پہ ذکر اُمت

Digitized by Google

رکھتے تھے محبت ایسی ہم سے
یعنی کہ فقط ہمارے غم سے

اشک انکے نہ تھے رات دن تھے جاری
مطلوب تھی مغفرت ہماری

آرام سے ایک شب نہ سوتے
بے فکر کبھی نہ ہنستے ہوتے

آل انکی اور اہلبیت اطہر
تھے برج پیمبری کے اختر

تھے لخت جگر وہ مصطفےٰ کے
اور پارۂ دل تھے مرتضیٰ کے

ہے نور انہین کا پرتو افگن
عالم ہے تمام جس سے روشن

وصف انکا شمار سے ہے افزون
تعریف ہے انکی حد سے بیرون

مداح جب انکا خود خدا ہے
پھر اوسکی احتیاج کیا ہے

وہ اپنا تمام مال اور جان
کرتے تھے حبیب رب پہ قربان

جی جان سے اپنے رات اور دن
حضرت کے رہا کیے معاون

اک دن بھی نہ کھایا پیٹ بھر کر
پتھر ہی بندھے رہے شکم پر

بخشایش عاصیان سے تھا کام
سب چھوڑ دیا تھا عیش و آرام

تھا اسکے سوا نہ ذکر کوئی
تھی اسکے سوا نہ فکر کوئی

مصداق نزول ہل اتی تھے
خورشید سما رہنما تھے

اللہ ہے انکا خود ثنا خوان
ناطق ہے صفت مین انکی قرآن

ازواج مطہرات سارے
اللہ کے پیارے کے ہین پیارے

اصحاب نبی کا وصف کیا ہو
انسان سے کسطرح ادا ہو

سب اختر برج اہتدا تھے
محبوب خدا پہ سب فدا تھے

اسلام ہوا انھین سے جاری
خوش انسے رہا جناب باری

شائع ہوا انسے مذہب حق
اسلام نے پائی انسے رونق

رحمت ہے خدا کی سب پہ نازل
ہو لطف الٰہی انکے شامل

سبب تالیف

اے ساقی بے خبر کہاں ہے
کچھ ڈر ہے کہ لب پہ میری جان ہے

ساغر کا تکلف اب اٹھا دے
چلو ہی سے لا مجھے پلا دے

اک رات کو چاندنی کھلی تھی
چلتی تھی ہوا بھی ٹھنڈی ٹھنڈی

مستانہ بہار کی وہ بو مین
کچھ عیش و طرب کی گفتگو مین

مین جسپہ کہ جان و دل فدا تھا
آغوش مین وہ ہی دلربا تھا

دو لطف نظر کو تھے میسر
سیر چمن و جمال دلبر

گلزار مین پھولنا گلون کا
مستانہ سرود بلبلون کا

دزدیدہ وہان صبا کا آنا
بلبل سے پیام گل کو لانا

مستانہ خرام تھا صبا کا
اک رنگ جما ہوا ہوا کا

بلبل کے عجیب چہچہے تھے
کیا کبک دری کے قہقہے تھے

تکیہ مرے زانو کا بنا کر
لیٹا مری گود مین وہ آکر

کیا آج کی چاندنی ہے شفاف
کسطرح کا آج بدر ہے صاف

مستانہ بہار آرہی ہے
ہر قسم کے گل کھلا رہی ہے

بلبل کے بلند چہچہے ہین
گل کان لگائے سن رہے ہین

وہ مے ہو کہ جس سے دور غم ہو
وہ مے ہو کہ جس سے حزن کم ہو

تالیف کی وجہ تا رقم ہو
یون صفحہ پہ حرف زن قلم ہو

اک صحن چمن ہرا بھرا تھا
بستر مرا وان لگا ہوا تھا

ہر شاخ نہال جھومتی تھی
گویا کہ زمین کو چومتی تھی

اس لطف سے ہم وہ پاس بیٹھے
پھولون کی بہار دیکھتے تھے

سبزہ کا ہوا سے لہلہانا
غنچون کا ادا سے مسکرانا

مرغان چمن کا چہچہانا
کلیون کا طرب سے کھلکھلانا

پھولون کی وہ بوئین بھینی بھینی
کرتی تھی چمن مین یاسمینی

القصہ بہار دلکشا تھی
تفریح فزا عجب فضا تھی

آیا یہ جو سب ملاحظے مین
وہ رشک گل آگیا نشے مین

پھر مجھسے خطاب کرکے بولا
یون غنچہ دہن نے لب کو کھولا

اور صحن چمن مین کیا فضا ہے
کیا لطف کی چل رہی ہوا ہے

غنچون کو نسیم چومتی ہے
ہر شاخ خوشی سے جھومتی ہے

اسوقت کہو کوئی کہانی
ہو خواہ نئی وہ یا پرانی

واللہ نہ اسمین عذر لاؤ — اچھا قصہ کوئی سُناؤ
خاطر مجھے یار کی تھی منظور — مین آپکو رکھ سکا نہ معذور
اک قصہ جو مجھکو یاد آیا — اُس راحت جان کو کہہ سُنایا
سُنکر اُسے خوش ہوا پریزاد — یون مجھسے کہا پھر اُسنے ارشاد
قصہ تو یہ ہی نہایت اچھا — ابتک کبھی نہین کسی نے لکھا
آتا ہی یہ اب ہمارے جی مین — ہو درج یہ ایک مثنوی مین
تم میری خوشی جو چاہتے ہو — تو اردو مین نظم اسکو کر دو
لیکن رہے احتیاط اسکی — بڑھ جائے نہ کچھ بساط اسکی
مطلب سے نہو جسے سروکار — وہ بات نہ آئے اسمین زنہار
اغلاق سے لفظ ہون معرا — اردو کا ہو صاف روزمرا
الفاظ بڑے نہ آنے پائین — مشکل جو لغت ہون وہ نہ آئین
مضمون مین سلاست اسقدر ہو — آسانی سے ہم سمجھ لین جسکو
مطلب کی ادا مین ہو نہ گنجلک — ہو صاف و سلیس انتہا تک
دخل آپ نہ شاعری کو دیجے — رنگینی پہ کچھ نظر نہ کیجے
ہر چند کہ مین نے معذرت کی — اور اُس سے گریز کی بہت لی
گو مین نے کیا بہت بہانا — پر یار نے ایک بھی نہ مانا
اصرار کے ساتھ بار دیگر — ارشاد وہی ہوا مکرر
جب تو مین ہوا کمال حیران — خاطر ہوئی بیطرح پریشان
کہنے لگا کیا کرون الٰہی — مشکل یہ عجب پیش آئی
واقف نہین مین تو شاعری سے — آگاہ نہین ہون اس گلی سے
کیا قافیہ ہی عروض کیا ہی — خود عقل کا تنگ قافیا ہی
ہی فکر مجھے کہ کیا کرونگا — کسطرح سے مثنوی لکھونگا
کرتا ہون اگر مین صاف انکار — ہوتی ہی ملول خاطر یار
لکھتا ہون تو کچھ نہین لیاقت — کسطرح کرون مین یہہ جرأت
پر دل نے کہا نہ اتنا گھبراؤ — کیون عقل گئی ہی ہوش مین آؤ
کیون ہوتے ہو اسطرح سے مضطر — گھبراتے ہو کسلیے تم اکثر
مطلب نہین تمکو شاعری سے — نے داد کی آرزو کسی سے
لینا تو نہین کسی سے انعام — کچھ تمکو نہین صلے سے بھی کام
مقصد تو ہی یار کی خوشی سے — کیا تمکو غرض ہی پھر کسی سے
ہی صرف یہ شغل عاشقانہ — خوش کرنے کا یار کے بہانا
سوچا مین نے بھی اپنے جی مین — لاریب ہی مصلحت اسی مین
ناچار قلم کو پھر اُٹھا کر — لکھنے لگا قصہ اسطرح پر

پوچھنا پادشاہ کا چارون وزیرون سے اُنکی بیگمون کے اوصاف

آغاز یہان سے داستان ہی — اسطرح سے خامہ کا بیان ہی
ایام سلف مین ایک تھا شاہ — ذی مرتبہ ذی وقار ذی جاہ
اقبال بلند اوج پر بخت — انصاف نگر تھا پایۂ تخت
خود علم و ہنر مین کامران تھا — اور اہل ہنر کا قدردان تھا
جمشید سے بڑھ کے بزم آرا — تھی شان و شکوہ مثل دارا
رستم سے چڑھی ہوئی شجاعت — حاتم سے بڑھی ہوئی سخاوت
کاؤس سے بڑھ کے شوکت و فر — قیصر و ذی بخت مین سکندر
کسریٰ سے زیادہ عدل گستر — فریادرس و غریب پرور
اک روز وہ کر رہا تھا دربار — حاضر تھے ملازمان سرکار
مصروف امور سلطنت تھا — مشغول رموز مملکت تھا
تھے چارون وزیر وہ جو اُسکے — اپنی اپنی جگہ کھڑے تھے
کچھ آگیا بیٹھے بیٹھے جی مین — یون کہنے لگا ہنسی ہنسی مین
تم چارون مین ہی کہو کسی کی — ان چار صفت کے ساتھ بی بی
ہو حسن مین اسطرح کی یکتا — ہو جسکو فلک سے ماہ تکتا
گانے مین یہ ہو کمال اُسکا — عالم مین نہو مثال اُسکا
اور رقص مین ہو وہ کامل فن — با اینہمہ ہووے پاک دامن

Digitized by Google

شہ کا یہ سخن تمام سنکر
بولے وزرا ادب سے بہتر

مہلت ہو ہمین حضور اک دم
آپس مین کرینگے مشورت ہم

اسطرح کی ہوگی جسکی بی بی
سمجھیگا وہ اپنی خوش نصیبی

ظاہر وہ حضور مین کریگا
حاضر وہ حضور مین کریگا

مشورہ کرنا وزیرون کا بیگمون کے حال مین اور انکار کرجانا تینون وزیرون کا

شورہ کی یہان جو داستان ہی
ملک و زبان کا یہ بیان ہی

سلطان کا جو تھا وزیر اعظم
فرزانہ نگر تھا جسکا مقدم

ہر وصف مین تھا شہیر آفاق
تھے حد سے وسیع اُسکے اخلاق

ایثار و عطا و بخشش و جود
یہ سب صفتین تھین اُسمین موجود

تھی اُس سے جو اک کو کامگاری
عالم مین تھا اُسکا فیض جاری

جود اُسکا تھا کرم کا سب پہ سایا
خوش اُس سے تمام تھی رعایا

جتنے تھے وہان کے اہل دیوان
وہ اُسکے تمام تھے ثناخوان

راضی تھی تمام فوج شاہی
مشکور تھا اُسکا ہر سپاہی

کیا دخل جو ہو کسی پہ بیداد
کھودی تھی ستم کی اُسنے بنیاد

تدبیر سے اُسکی ملک آباد
تجویز سے اسکی ہر بشر شاد

تھی سب پہ محبت اُسکی غالب
وہ جان تھا اور سب تھے قالب

شامل تھی عنایت الٰہی
حساد کی کیون نہو تباہی

سلطان کی عنایت اُسپہ مبذول
رہتی تھی توجہات مشمول

تھا اُسپہ قرار سلطنت کا
سب دار و مدار مملکت کا

اُن تینون وزیرون پہ برابر
سلطان نے کیا تھا اُسکو افسر

رہتے تھے وہ اس سبب سے جلتے
تھے اُسپہ حسد سے ہاتھ ملتے

کڑھتے تھے حسد سے جی ہی جی مین
جرأت نہین ہوتی تھی کسی مین

اُس روز جو شہ کا حکم پایا
موقع اُنھین خوب ہاتھ آیا

چاہا کہ کرین فضیحت اسکی
دین بی بی کو اب اذیت اسکی

تھے متفق اُسپہ جو وہ سارے
کچھ ہوگئے آنکھون مین اشارے

آخر کو کیا یہ مل کے شورا
کر بیٹھے آج کام پورا

انکار سب اس سے آج کر جائین
اقبال سے اسکے سب مکر جائین

بی بی کی صفت یہ پوچھے جب سے
انکار وہ کردے صاف اس سے

القصہ ہوئی صلاح باہم
اک جا پہ ہوئے وہ سب فراہم

یون کہنے لگا وزیر اعظم
تم سب مین ہی ایسی کسکی بیگم

اُن سب مین سے اک مشیر بولا
غنچہ کی طرح سے لب کو کھولا

بیگم مری چاند کا ہی ٹکڑا
روشن ہی قمر سے اُسکا مکھڑا

اسدرجہ شکیلہ وہ صنم ہی
دنیا مین جمیلہ ایسی کم ہی

انداز و کرشمہ سے بھری ہی
بیگم مری غیرت پری ہی

کچھ رقص و سرود بھی ہی آتا
عصمت پہ مگر ہی شبہہ جاتا

اک اور نے قفل لب کو کھولا
روتی سی بنا کے شکل بولا

بدشکل ہی آہ میری بیگم
بالکل ہی سیاہ میری بیگم

پھر کہنے لگا وزیر چارم
یان عقل و حواس ہین مرے گم

بیگم کی کہون حقیقت اب کیا
ہرچند وہ ہی حسین و زیبا

فی الجملہ سرود بھی ہی معلوم
پر رقص کے فن سے ہی وہ محروم

آپس مین گٹھے ہوئے تھے مکار
سب کرگئے اسطرح سے انکار

پھر کہنے لگا وزیر اعظم
واللہ ہی ایسی میری بیگم

ہی شاہ کو جسطرح کی درکار
ویسی ہی وہ دلربا ہی دلدار

ہی بادۂ حسن سے وہ مخمور
ہی قابل شہ وہ غیرت حور

سمجھا ہون جو رشک بدر اُسکو
سلطان کی کرونگا نذر اُسکو

ہین سر پہ مرے حقوق لاکھون
تو مہ ہین مرے وثوق لاکھون

اک بی بی کی آہ اصل کیا ہی
ہر تکمہ مرا شاہ پر فدا ہی

تنقیح ہوئی جو بے کم و کاست
جلسہ وہ ہوا وہانسے برخاست

سوچا اتنے مین پادشہ نے
او جی مین لگا یہ اپنے کہنے

یہ پھیر مری سمجھ کا گیا تھا — کیا کہہ دیا میں نے بے محابا
گو رشتہ مرا نہیں ہے اُن سے — عزت تو جدا نہیں ہے اُن سے
ذلت اُسے لاکلام ہوگی — انگشت نمائے عام ہوگی
کیا میں نے کہا یہ ہائے افسوس — ہوتا ہے ہر اک کو پاس ناموس
بلوائی اگر کسی کی بیگم — یاں آئی اگر کسی کی بیگم
اب اسکا علاج یہ کرونگا — آئینگے وہ جب میں ٹال دونگا

مبالغہ کرنا وزیر اعظم کا اپنی بیگم کے اوصاف میں اور ٹالنا بادشاہ کا حیلہ و حوالہ کے ساتھ اور پھر اسکا اصرار کرنا اور مورد عتاب سلطانی ہونا

سلطان کے جو قہر کا بیاں ہے — تھرا کے قلم بیاں رواں ہے
یکتائے زمان وزیر اعظم — ہر اک کا مکرم و معظم
پھر باندھ کے ہاتھ سر جھکا کر — کی عرض کہ اے غریب پرور
جو وصف حضور کو ہیں مقصود — وہ ذات میں اُسکی سب ہیں موجود
باتوں میں اُسے اُڑانا چاہا — یوں اُسکے لیے بہانا چاہا
عورت کا بھروسا کچھ نہیں ہے — مکار ہیں دل سے یہ یقیں ہے
کی عرض پھر اُسنے اے خداوند — قدموں کے حضور کی ہے سوگند
جھڑکا اُسے اسطرح سے شہ نے — یوں اُس سے لگا غضب سے کہنے
انکا نہیں اعتبار کا ہے — کر ذکر نہیں جو کچھ مزاج چاہے
سمجھا نہ اشارہ پادشہ کا — منظور ہے دیکھے شاہ کو کیا
اصرار پر اُسکے طیش کھایا — سلطان کو کمال غصہ آیا
فرمایا کہ سامنے سے ہو دور — گستاخی نہیں ہے ہمکو منظور
وہ تینوں وزیر بھی کھڑے تھے — اس بات سے دلمیں خوش ہوئے تھے
القصہ وزیر ادھر سے آئے — آداب کے ساتھ سر جھکائے
آگے کو بڑھا ادب دکھایا — سلطان کے قریب تخت آیا
بیگم ہے مری حضور ایسی — مطلوب حضور کو ہے جیسی
منظور جو شہ کو ٹالنا تھا — پاس سخن اپنا بھی ذرا تھا
فرمایا کبھی نہ ہوگی ایسی — بیگم تری چاہتا ہوں جیسی
عیاری یہ ہے مدار اُنکا — عصمت کا کب اعتبار اُنکا
بیگم ہے مری ضرور ایسی — منظور حضور کو ہے جیسی
تو کیا ہے یہ واہیات بکتا — بیہودہ ہے کیا یہ بات بکتا
سلطان کی قسم پھر اُسنے کھائی — عصمت پہ پھر اُسکے دی گواہی
یہ رد و بدل ہوئی جو باہم — معتوب ہوا وزیر اعظم
اور شعلۂ غیظ شاہ بھڑکا — نا امن ہوا اور اُسکو جھڑکا
سنکر یہ وزیر کے اُڑے ہوش — ہٹ آیا وہاں سے ہو کے خاموش
تھی اُنکی جو آرزو وہ پائی — جو دل کی مراد تھی بر آئی

تینوں وزیروں کا وزیر اعظم کے قتل میں مشورہ کرنا اور وزیر ثانی کا بادشاہ کے محلسرا میں جانا اور وزیر اعظم کی گستاخیاں جتا کر غضب سلطانی کے شعلہ کو بھڑکانا

اب قہر شہی کا جو بیاں ہے — سو خامۂ غضب سے یوں عیاں ہے
پر بیٹھے رہے وہ تینوں بدظن — تھے پہلے وزیر کے جو دشمن
سوچے کوئی بات ایسی ٹھہراؤ — جس سے کہ مراد اپنی بھر پاؤ
جب ہو چکی گفتگو سے بسیار — ٹھہری یہ صلاح آخر کار
جو رائے کا اُسکی مقتضا ہو — منظور بجان و دل ہے ہمکو
برخاست کیا جو شہ نے دربار — رخصت ہوئے حاضری کے حقدار
دل میں جو بھری ہوئی بدی تھی — آخر کو بہم یہ مصلحت کی
جائے یہ وزیر جس سے مارا — کھٹکا مٹ جائے سب ہمارا
سیکھے یہ جو ہے وزیر دیگر — فی الحال ہے ہم سبھوں میں افسر
سوچیگا جو کچھ وہ ٹھیک ہوگا — بے شبہ ہم اُسکے شریک ہونگے

تھا اصل کا وہ وزیر مغلظ
ظالم تھا جفا شعار مکار
سوچا کہ جلسہ اکو چلیے
آخر وہ گیا مجلس اپر
ہر خرد و کلان یہ کہہ رہا ہی
کھلتا نہیں ہمین بھید ہی جو
طرہ ہی یہ اُسپر اور شاہا
اجلاس پہ آج بندہ پرور
حیران ہی خرد کمال میری
واللہ یہ اُنہین تذکرہ ہی
اجلاس پہ شاہ جو کہ فرمائے
لیکن جو وزیر کی ہی ہمیکم
وہ رشک قمر ہی غیرت مہر
اُس غیرت ماہ نے کسی کی
کرتی ہی وہ اُسکی چارہ سازی
طاری ہوا سب پلنگ پہ عشا
گستاخ وزیر کسقدر ہی
حضرت یہ ہی جسکی آنا امر اِسا
افسوس وزیر تھا پرانا
البتہ یہ ہی ضرور پہلے
سینے جو کہی ہی تو نے یہ بات
اُس سے جو بنی حلف ور دنگی
حضرت کی اگر مجھے رضا ہو
اُس رشک پری کا کیسا ڈولا
سلطان نے کہا کہ ہان بلاکر

خالی نہ فریب سے تھی اک بات
گجبار تھا بیوفا تھا عیار
اور شہ کے مزاج کو بدلیے
کی عرض یہ پادشہ سے جا کر
گستاخ وزیر یہ بڑا ہی
کہتا ہی جو چاہتا ہی شہ کو
فرمایئے آپ یہ غور شاہا
حاضر تھے سفیر ہفت کشور
شاہا یہ نہیں مجال میری
سلطان عجیب مسخرہ ہی
اوسنے سا وزیر اُسکو جھٹلا کے
قدوسی بھی ہی خوب اُس سے محرم
راضی ہی مگر ہر اک سے پہر
خاطر شکنی نہیں کبھی کی
طینت میں ہی اُسکی دلنوازی
بولا کہ یہ ہی عجب تماشا
کسندر یہ کا آوے جاگہی
معلوم ہوئے یہ اُسکے اطوار
زیرک تھا کمال اور دانا
ثابت ہو کوئی قصور پہلے
اس بات کا ہی ضرور اثبات
یہ جرم ہی مارنے کو کافی
حاضر کرون دم مین لاکے اُسکو
بنجاے پلنگ اُور کھٹولا
پھر اسکے ثبوت مین ہی کیا شک

جو خوار یہ مین نہ گرگ ہی سو تھا
کاذب تھا دغا شعار غدار
اور پھیرنے اُسکا اسطرح دل
حضرت یہ مجھے لگا ہی پرچا
خالی ہی ادب سے کبر سے پُر
وہ شاہ سے کچھ نہیں ہی ڈرتا
دینے کہ مشیرون کے علاوہ
باہم وہ تمام ہنس رہے ہین
سُنتا ہون جو اُنکی قال و قیل
افسوس ہی اور کمال ہیہات
اور اُسکے علاوہ اے خداوند
جو اُوسکی صفت کرون بجا ہی
عیار ہی دلربا ہی چالاک
جو کوئی ہو اُس پری کا مفتون
یہ سُنکے ملک کو طیش آیا
ہی راست تری تمام تقریر
کرتا رہا گفتگو برابر
بیشک یہ وزیر کشتنی ہی
اب جان سے جائیگا وہ ...
پھر مُہر اُسے ضابطے سے کچھ
تدبیر کی ہو اُسکی خوب تحقیق
کی عرض کہ یہ تو ہی کھلی بات
جو وقت نے پلنگ اُسکا ساتھ آئے
بس اُسکا ثبوت اس سے بڑھکر
لیکن یہ نہیں ہی مجھکو زیبا

انسان نہ تھا اک اژدہا تھا
تھا سارے گروہ پاجیون کا سردار
مقصود ہوا اپنا جسمین حاصل
دربار مین آج تھا جو چرچا
کس مرتبہ اسکو ہی تکبر
شوخی ہی عجب طرح کی کرتا
معمولی امیرون کے علاوہ
آدابِ عجیب کس سے ہین
کیا عرض کرون مین اُسکی تفصیل
کتنی یہ بڑی غضب کی ہی بات
کھاتا تو نہیں غلام سوگند
بیشک وہ حسین ہی دلربا ہی
بے شرم ہی بے حیا ہی بیباک
اُس غیرت لیلی کا ہو مجنون
غصہ سے نہ جامہ مین سمایا
واللہ بُری ہی اُسکی تقصیر
جھٹلاتا رہا ہمین سراسر
اب جان پر اُسکی آبنی ہی
بچ سکتا نہیں ہی کوئی چارا
ملزم اُسے قاعدے سے کیجے
گر تیرے کلام کی ہو تصدیق
کچھ بات نہیں ہی اسکا اثبات
اثبات مین کچھ نہ بات ہی بیجا
کیا ہوئیگا ای غریب پرور
منگواؤن جو یان پلنگ اُسکا

لیکن ہے ضرور یہان نگہانی / کچھ اسکے پلنگ کی نشانی
آتنا بھی ثبوت کو ہے کافی / اسدرجہ ثبوت بھی ہے وافی
فرمایا تو کر سکیگا یہ کام / کی عرض کہ کیا ملیگا انعام
فرمایا کہ سولی اسکو دینگے / اور اسکی جگہ تجھے کرینگے
کی عرض کہ ہو مجھے عنایت / چھ ماہ کی اے حضور مہلت
تا حکم حضور کی بہ تعجیل / جسطرح سے ہو کرون مین تعمیل
سلطان نے یہ سنکے دی اجازت / وہ چلدیا جب ملی اجازت

رخصت لینی وزیر ثانی کی پلنگ کی نشانی لانے کے لیے اور بھیجنا ایک دلالہ کا اس کام کے انجام دینے کو اور پہونچنا اسکا بیگم کے شہر مین

لکھنی جو سفر کی داستان ہے / اس راہ مین خامہ یون رواں ہے
رخصت ہو وزیر وان سے آیا / اور اسنے مشیرون کو بلایا
اور انسے کہا کہ تم مبارک / آپسمین کہو سنو مبارک
تم ہوتے ہو جلد شاد و خرم / اور ہوتے ہین ہم وزیر اعظم
یہ شاہ کا حکم ہو چکا ہے / بیشک اسمین ذرا نہین ہاہے
پھر اسنے تمام انسے کہدی / جو شاہ کی اس سے گفتگو تھی
پھر پوچھا کہ کسطرح ہو یہ کام / اس کام کا ہوے کیونکر انجام
اقرار تو مین نے کر لیا ہے / اندیشہ مگر مجھے بڑا ہے
سوچو تو نہین ہے سہل لانی / بیگم کے پلنگ کی نشانی
حیران ہون کہ کیونکہ وان مین جاؤن / کسطرح نشانی اسکی لاؤن
بولے وہ نہ اسکی فکر کیجے / یون ضبط کو ہاتھ سے نہ دیجے
تشریف وہان نہ آپ لیجائین / تدبیر ہمین سے اسکی فرمائین
گر آپ کی اسمین مصلحت ہو / بلوائین یہان کی کٹنیون کو
چاہینگے ہم انسے چارہ جوئی / آگاہ نہو پھر اس سے کوئی
بیٹھے ہوئے آپکے آرام / ہو جائیگا بیٹھے بیٹھے سب کام
ہو جائیگی سب انہین سے صورت / تکلیف کی کچھ نہین ضرورت
ہوتی ہین کٹنیان غضب کی / محتاج نہین کسی سبب کی
دشوار نہین ہے انکو لانی / ہر طور پلنگ کی نشانی
باتین یہ انسے پسند آئین / سب شہر کی کٹنیان بلائین
اور انسے کہا ہنر دکھاؤ / کیا کیا ہین کمال سب بتاؤ
مکارہ اک انہین سے یہ بولی / عیاری سے یون زبان کھولی
مین اپنا کمال گر دکھاؤن / تو کشتی کو ریت مین چلاؤن
اک اور یہ بولی آگے بڑھکر / کیا عرض کرون مین اپنے جوہر
اسطرح سے لاتی ہون اتارے / لے آتی ہون آسمان سے تارے
کی ایک نے اسطرح سے تقریر / مین ایسی نکالتی ہون تدبیر
جسکا نہ سمجھ سکے کوئی بھید / کر آتی ہون آسمان مین چھید
اک بولی کہ ایسی بیسوا ہون / بے مثل ہون آگ ہون ہوا ہون
جب نشو و نما ہون کچھ دکھاتی / اگادون پہ گھاس ہون جماتی
اک بولی ہے میری عقل ایسی / دے آتی ہون بدلیون مین تھگلی
تعریف غرض کہ سب وہ اپنی / کرتی تھین کہ جسکی حد نہین تھی
تھی ان مین جو ایک سب سے ہشیار / عیار فسون شعار مکار
ٹھہرا یہ ہم اتفاق اسپر / اس کام پہ وہ ہوئی مقرر
یون اس سے کہا کہ اے خود آرا / اک کام ضروری ہے ہمارا
دے لائیگی گر تو اسکو انجام / پائیگی زیادہ حد سے انعام
سنیے یہ جو ہے وزیر اعظم / ہے صاحب عصمت اسکی بیگم
گھر اسکا ہے یہانسے آٹھ منزل / رہتی ہے وہان پری شمائل
مطلوب ہے ہمکو یان نشانی / کچھ اسکے پلنگ کی نشانی
جوہر جو ہین عقل کے دکھا دے / جسطرح سے ہو سکے تو لا دے

Digitized by Google

یون جا کے وہان تو دام پھیلا
مطلوب جو ہمکو ہی وہ شے لا

سامان نہ مگر کچھ اسکو درکار
جو عرض کرون وہ ہووے تیار

دو تین سو ہین میرے ساتھ نوکر
جو ان صفتون کے ہون برابر

ہون عمر مین سب جوان ہم سن
اٹھارہ برس کے ہون نہ کم سن

کاکل ہو ہر اک کی سنبل تر
شرمندہ ہو جس سے مشک اذفر

ابرو کی کمانین بھی چڑھی ہون
مژگان کی صفین بھی کھڑی ہون

رخ انکے ہون مثل ماہ تابان
ہو جلوۂ مہر جنمین پنہان

قامت بھی ہو انکا وہ بلا زاد
ہو جسکا غلام سرو آزاد

وردی بھی ہر ایک لشکری کی
ہو اطلس سبز اور زری کی

زردوزی کے ہون کمر مین پٹکے
جو دیکھ لے سر زمین پہ ٹپکے

قد مونسے تمام لٹکے تا فرق
بالکل ہو جواہرات مین غرق

پروے ہون تمام انکے پر زر
اور انمین ہون موتیون کی جھالر

خوش ہو گئی دیکھکر وہ مکار
آمادہ ہوئی سفر پہ عیار

پھر اپنا سنگار کرکے مکار
پوشاک پہنکے ہو کے تیار

غش آگیا اسکے اڑ گئے ہوش
اور ہو گیا دیکھتے ہی بیہوش

اور اسکو ہوا یقین کامل
مطلب مرا اب ہے ہوگا حاصل

حمام مین جاکے سب نہا لو
معشوقون کی صورتین بنا لو

غمزہ سے کرشمہ سے ادا سے
انداز سے ناز سے حیا سے

خاموش رہو نہ لب ہلاؤ
ہلکے ہلکے قدم اٹھاؤ

تلوارین غلاف سے نکالو
رخسارون پر انکا عکس ڈالو

اسطرح چلو مرے پس و پیش
تا زندہ رہے ہر اک بعیش

اک سمت سے آفتاب نکلا
اور دوسری سمت سے ہما تھا

خورشید سا تھا جو رخ صنم کا
سورج کے مقابلہ مین چمکا

باشان و شکوہ جبر و باری
بازار مین آئی جب سواری

سمجھے کہ ہی پادشاہ بیگم
تفریح کو نکلی ہی مگر دم

کہنے لگی سنکے یون وہ مکار
یہ کام تو کچھ نہین ہی دشوار

یعنے جو ہوا اہتمام اسکا
کر دیجیے انتظام اسکا

اول تو ہون سب شریف زادے
ہون انکے مزاج سیدھے سادے

ہر ایک شریف و نیک آئین
ہو ایک سے بڑھ کے ایک آئین

ہون ایسے بلا کے انمین بھیدے
آزاد بھی ہین سب اسکے بندے

خونریز ہو ایسی چشم جادو
مارے ہون ہزارون جنسے آہو

لب انکے لب پری سے نازک
ہون پھول کی پنکھڑی سے نازک

جتنون مین بھرے ہون وہ اشارے
اک وار مین سیکڑون کو مارے

پوشاک ہو زرنگار بر مین
تلوارین ولایتی کمر مین

جوڑا مرا ایک ہوئے تیار
خوش قطع ہو خوش نما ہو زرتار

اک ایسا محافہ ہو ہمارا
ہو جسمین جواہرات سارا

القصہ جو شے تھی اسکو درکار
اک ماہ مین ہو گئی وہ تیار

باقی نہ رکھا کوئی دقیقہ
سامان سفر مین کچھ طریقہ

رخصت کو وزیر پاس آئی
صورت اسے اپنی جب دکھائی

صورت پہ ہوا بس اسکی مائل
اور تیغ نگہ سے اسکی گھائل

جب صبح سفر ہوئی نمودار
یون بولی جوانون سے وہ مکار

پوشاک نئی جو ہی نکالو
شمشیر ولایتی سنبھالو

آداب سے گردنین جھکائے
اور اپنے قدم کو بھی ملائے

تا پیش محافہ ہون شتابان
تو پیچھے ادب سے ہون خرامان

شمشیر زنون کے سایہ مین برابر
چھایا ہو محافہ میرا یکسر

یہ کہہ کے محافہ کو سنبھالا
اور شہر سے جبکہ دم نکالا

پردہ کو ہوا نے کے اٹھایا
چہرے سے نقاب کو ہٹایا

کھولے ہوئے منھ وہ گلبدن تھی
سورج کی اور اسکی اک کرن تھی

وہ زینت و زیب و حشمت و فر
بازاریون نے جو دیکھی یکسر

باہم یہ کہا کہ منھ چھپا لو
ہرگز نہ نگاہ اسپہ ڈالو

اُس سمت کریگا جو نظارہ
وہ جائیگا اپنے جی سے ہارا
ڈرتے ہوئے وہانسے اُٹھ گئے سب
دکانون مین جاکے چھپ رہے سب

گویا کہ تھی نکہت بہاری
اکدم مین نکل گئی سواری
جب شہر سے ہو گئی وہ باہر
بولی یہ سپاہیون سے ہنسکر

تلوارین غلاف مین کرو اب
پوشاکین بھی اپنی تہ کرو سب
معمولی لباس کو پہن لو
ان کپڑون کو اب اُتار رکھو

خود بھی وہ لباس اور زیور
کچھ سوچ کے جسم سے بڑھاکر
پردہ بھی محافہ کا اوتارا
پھر وانسے چلی وہ خام پارا

طے کرکے وہ راہ وہ منازل
اُس شہر مین ہو گئی وہ داخل
رہتی تھی جہان وزیر بیگم
دانائے زمان وزیر بیگم

جس شہر مین تھا قیام اُسکا
فرزانہ نگر مقام اُسکا
تھا اُسکو وزیر نے بسایا
سلطان کے مشیر نے بسایا

اک میل کے اُس سے فاصلہ پر
تالاب تھا شکل حوض کوثر
مکارہ جو اُس جگہ تک آئی
شادی سے نہ جامہ مین سمائی

فی الفور بدل کے اپنی پوشاک
وہ بنگئی ٹھیک ٹھیک سفاک
ہمراہ جو تھا جڑاؤ گہنا
موقع موقع سے سبکو پہنا

پھر حکم دیا سپاہیون کو
بنفسے یہ کہا سپاہیون کو
تالاب مین جاکے اب نہالو
ویسا ہی پھر آپ کو بنالو

پوشاک نفیس پھر سجاؤ
پھر آپ کو دلربا بناؤ
شمشیر کو کرکے پھر حمائل
خلقت کو یہان کی کردو گھایل

ابرو کی کمانین پھر چڑھالو
اور تیر مژہ کو پھر سنبھالو
کاکل کو پھر اپنی تاب دے لو
عشاق کے دل سے تاب لیلو

ملو سرخ لالہ گون یہ غازہ
پیدا کرو پھر گل شگفتہ تازہ
دکھلاؤ نئی طرح کا عشوہ
ٹپکاؤ ہر اک ادا سے غمزہ

ہر شخص کو شیفتہ بنالو
ہر اک کو فریفتہ بنالو
وہ زہرہ جبین و ماہ سیما
اسطرحکا اُس سے پاکے ایما

عشاق کے خون پہ تل گئے سب
شمشیر برہنہ بن گئے سب
ترتیب سے اک پرا جمایا
اور اپنا قدم بہم ملایا

انداز سے گردنین جھکالین
تلوارین غلاف سے نکالین
شمشیرون کو کرکے زینت دوش
آداب سے ہو گئے وہ خاموش

چپ ایسے نہین زبان گویا
اور ہے تو نہین بیان گویا
سچ مچ کے تمام بن گئے بت
کہتے تھے اشارہ مین کہ اُسکت

اک تازہ ادا سے مسکراتے
انداز سے سب قدم اُٹھاتے
تتوا آگے جلو مین تھے خرامان
بنتو پیچھے ادب سے تھے شتابان

اور بیچ مین تھا محافہ ایسا
تارون مین ہو ماہتاب جیسا
اس شان وشکوہ سے سواری
بیگم کے محل کو پھر سدھاری

تھی عاقلہ بس وزیر بیگم
کہیے اُسے دانش مجسم
دانائے رموز نیک و بد تھی
بے شبہہ وہ منبع خرد تھی

مداح تھے حاضر و غائب اُسکے
ارباب ہنر و غلام اُسکے
بقراط سے عقل مین تھی افزون
تھی اپنے زمانہ کی فلاطون

اوستاد زمانہ تھی وہ خوشخو
شاگردون مین اُسکے تھا ارسطو
وہ شہر سے جو الگ رہی تھی
اک بات تھی یہ بھی عقل ہی کی

دو میل جہان سے فاصلہ تھا
وان اُسکا محل بنا ہوا تھا
رکھتی تھی بحکم دہر روشن
پردے کے لیے وہ ایک گلشن

سردارون کو حکم یہ دیا تھا
تاکید کے ساتھ کہہ دیا تھا
ہر وقت رہے محل پہ پہرہ
آنے کا نہو کسی کو زہرہ

جبتک کہ نہو مری اجازت
آنے کی نہو کسیکو مہلت
جبتک کہ نہ کرلے حکم حاصل
میونٹی بھی نہو محل مین داخل

جبتک نہ ہمارا حکم پائے
کوئی بھی یہان نہ پر مارے

Digitized by Google

پہونچنا دلالہ کا آستانہ وزیر بیگم پر اور اجازت چاہنی محل مین داخل ہونیکی اور جواب صاف پاکر محروم پھر نا ویسے

اور ٹھہرنا کسی مکان مین شہر کے اندر حسب الحکم وزیر بیگم کے

حرمان کی رقم جو داستان ہے
دلالہ یا مین شکوہ شاہی
سوچے کہ محافہ ہے یہ شاہی
زنہار نہ اسکو ٹوکنا تم
بیگم کا نہوگا حکم جبتک
تعمیل مین حکم کے ہو خامی
کر ڈالا جو میرے پیٹ کو چاک
للکارا سپاہی اور صدا دی
پھر دوسری مرتبہ پکارا
پھر بھی نہ ملا جواب اسکو
آگے کو بڑھے نہ اب خبردار
واقف نہین ہے اے سپاہی
بیگم کو تمہاری ہے نے پالا
یون کہنے لگی کہ خیر بہتر
انصاف مگر ہے ہو نہین آئی
دستک جو سپاہی نے وہان دی
وہ حال گئی کنیز سنکر
لونڈی سے کہا کہ جا یہان سے
معصوم کب ایسے تھے ہمارے
جو فخر کرین وہ سب بجا ہے
اب کیا کہون جو حال میرا
مجبور ہون کیا کرون مین اظہار
کرو و نہ یہ مری طرف سے ابر و
اچھا سا مکان پسند کرلین

با شوکت و فر وہان تک آئی
شہزادی ہے شاید ہمین آئی
اوروں کی طرح نہ روکنا تم
جانے ہی نہ دونگا اسکو تبتک
کیا اور ہے پھر نمک حرامی
مین حق نمک سے ہوگیا پاک
ہے کون سواری ہے یہ کس کی
آگے نہ بڑھے قدم تمہارا
غصہ سے رہی نہ تاب اسکو
کھینچی ہے ابھی وگرنہ تلوار
شامت ہے جو یک ہاے دہائی
اور اسکی ہین ہم حقیقی خالا
اسطرح سے اطلاع تو کر
تھی شاق مجھے تری جدائی
ڈیوڑھی سے کنیز ایک نکلی
بیگم کو سنا دیا سراسر
پہرے کے جوان سے یہ کہدے
آنے تھے جو یہان قدم تمہارے
کس درجہ مجھے شرف ہوا ہے
ممنون ہے بلبل اسیرا
مل سکتی نہین ہون تم سے زنہار
چند سے کو بیت اور جا یہ آرام
اور شہر مین جا کے آپ ٹھہرین

پہرے کے سپاہیون نے تاکا
موجود تھا اس جگہ جو سردار
بولا وہ کہ مین ضرور ابتو
صد حیف کہ جسکا مین نمک کھاؤن
بالفرض ہوئی جو شاہزادی
نزدیک جب آگئی سواری
تھا بسکہ سواری کا تجمل
ہوتا ہے یہ اہتمام جسکا
یون کہنے لگا وہ پھر گھرک کر
دلالہ یہ بولی پھر گھرک کے
معلوم نہین کہ کون ہین ہم
بولا وہ محافہ آپ دھر دین
جسنے تجھے پیار سے ہے پالا
دیکھا جو نہین جمال تیرا
کیفیت جو اس مقام کی تھی
سمجھی وہ کہ ہے یہ میری خالا
جا نہنے سے مری کرے گزارش
قسمت کی غلط یہ یاوری ہے
دالا ہے جو میرے سر پہ سایا
ہر چند مین آپکی ہون مشکور
جبتک نہ رضا وزیر کی ہو
جبتک نہ ملے مجھے اجازت
اور جاے یہان سے خانساماں

اشک آنکھون سے خامہ کی رواں ہے
آتا ہے جسے اڑا کے محافا
بولا یہ سپاہی سے خبردار
روکو نگا بلا قصور اسکو
آگے ہی نہ حکم کو بجا لاؤن
گردن مری اسنے گر کٹا دی
دیکھی گئی گو کہ شان ساری
اسپر نہوا لحاظ بالکل
کہہ دو کہ یہ ہے محافہ کسکا
رکھدو یہ محافہ بس مین پر
اندر سے کہا اسے جھڑک کے
لڑکی ہے ہماری تیری بیگم
ہم آپکی اطلاع کردین
ہو تمہین وہ تری شفیق خالا
گھبرا تا ہے جی کمال میرا
تفصیل کے ساتھ اسنے کہدی
بچپن سے تھا جسنے مجکو پالا
کی لونڈی پر آپ نے نوازش
یہ صرف کنیز پروری ہے
اور یان قدم مبارک آیا
ملنے سے مگر ہون سخت معذور
آنے نہین دونگی میں کسیکو
بہتر ہے کہ خادمان عصمت
حاضر کرے ہر طرح کا سامان

چیزین رہین سب طرح کی تیار — تکلیف نہو کسیکو زنہار
ہر شی ہو ہر ایک وقت موجود — نافوت نہوئے کوئی مقصود
آئے ہون سپاہی جو کہ ہمراہ — آرام وہ پائین حسب دلخواہ
جو چیز کہ انکو ہوئے درکار — ہو جائے وہ مانگتے ہی تیار
جو حکم سپاہی نے تھا پایا — وہ حرف بحرف کہ سنایا
دلالہ کے سنکے اڑ گئے ہوش — سب ہو گئے مکر و فن فراموش
اتنون کو تھی وہ اپنے ملنے — اور شمع کی طرح سے پگھلنے
بیگم نے پیام یہ جو بھیجا — وہ رہ گئی تھام کر کلیجا
رخسارون پر آگئی سیاہی — کہنے لگی کیا کرون الٰہی
جانے بھی نہ پائی مین تو اندر — پھر کام نکالون اپنا کیونکر
اب کیا کرون ہو نہین سخت مجبور — مقصود سے اپنے پڑ گئی دور
افسوس بہت سا دل مین کرکے — واپس ہوئی آہ سرد بھرکے
دیکھا نہ کوئی بجز اسکے چارا — رہنا کیا شہر کا گوارا
تھی ایک جگہ کوئی حویلی — ٹھہرا کے کرایہ اسنے لے لی
ناچار لگی وہ اسمین رہنے — ناکامی کی کلفتین کو سہنے
رہتے ہوئے گذرے دو مہینے — مطلب کے جمے نہ کچھ قرینے
جاتی رہی ملنے کو مکرر — پر جا نہ سکی محل کے اندر
باہر سے رہا سلام و پیغام — جسوقت گئی پھری وہ ناکام
دن دن مین ہزارون فقرے لاتی — سو طرح کے شعبدے بتاتی
کرتی تھی ہزارون مکر اظہار — بیگم تھی مگر کمال ہشیار
جاتا تھا نہ پیش کوئی فقرا — چلتا تھا نہ کوئی داؤ اسکا
مطلب پہ کبھی ہوئی نہ فائز — ہر طرح سے ہو گئی وہ عاجز
رہ جاتی تھی جیبین ہو کے حیران — اور ہوتی تھی وہ بہت پشیمان
جب تین گذر گئے مہینے — آ آ گئے دانتون پر پسینے
کہنے لگی کیا کرون خدایا — مطلب تو مرا نہ کچھ بر آیا
کٹنی نے جہان مکان لیا تھا — رہتی تھی قریب ایک بڑھیا
تھا ایک حسین اسکا لڑکا — تھا پانچ کا یا کہ چھ برس کا
دلالہ یہ تانند مکر لائی — کی فکر نے اسکے یان رسائی
منہ بولی بہن اسے بنایا — اور باتون مین اسکو یون لبھایا
کہنے لگی اس سے یون کہ ہمشیر — تو ہی مجھے کچھ بتا دے تدبیر
ہی نور نظر حسین و دلبند — چھ سات برس کا میرا فرزند
باعث ہی وہ میری زندگی کا — رہتا ہی مجھے خیال اسی کا
تیرا ہی جو ای بہن یہ فرزند — ہمشکل اسی کا ہی وہ دلبند
تصویر اسی کی یہ حسین ہی — ایسا ہی مرا وہ نازنین ہی
جب دیکھتی ہون نہین اسکی صورت — پھرتی ہی نظر مین اسکی طلعت
اک ہفتہ کے واسطے تھا آنا — بیکار تھا ہمکو ساتھ لانا
اب کچھ گیا یان بہت سا عرصا — اور دل اسے دیکھنے کو ترسا
بھاتی نہین اب مجھے یہ بستی — دیدار کو اسکے ہون ترستی
گھبراتا ہی بے طرح مرا جی — صورت نہین دیکھتی جو اسکی
اس بات مین جان مجھکو سچا — جب دیکھتی ہون ترا یہ بچا
ارمان ہی جی کا کچھ نکلتا — فی الجملہ ہی دل مرا بہلتا
اسواسطے التجا ہی تجھسے — اسکو مجھے کچھ دنون کو دیدے
جبتک کہ مین اسجگہ رہونگی — تسکین اسے دیکھکر کرونگی
جب عزم وطن کا مین کرونگی — بچہ ترا تجھکو سونپ دونگی
اور ہونگی تری بہت سی ممنون — مشکور رہونگی حد سے افزون
یہ سنکے وہ دل مین سوچی ناچار — کر سکتی نہین ہون اس سے انکار
خوش ہوکے اگر نہ اسکو دونگی — انکار پھر اسمین گر کرونگی
لے لیگی بزور یہ ہی اچھا — ہوگا یہ گمان بہتر اچھا
بولی مرے سر پہ تیرا فرمان — حاضر ہو ترے لیے مری جان
کب حکم سے تیرے ہون مین قاصر — بچہ ہی ترے لیے یہ حاضر

بندہ ہی ترا تو اسکو لیجیو
نہلا کے دھلا کے کر لیا پاک
کچھ سوچ سمجھ کے اپنے جی مین
بیٹے کو تجھے ہی جنت پندار
ستوم کو اپنے رو چکی ہون
تجھ سے یہ رہیگا میرا شکوا
ہر چند کہ میرا پھر گیا دل
روتا ہی یہ آج اوچھلتا
مین اس سے ہوئی ہون سخت مجبور
آخر کو ترا یہ ہی برادر
گو مجھ سے ترا بڑا ضرر ہی
وہ کون سی بات پیش آئی
بھائی مرا جان سے ہی پیارا
فوراً اسے چوک سے منگا دو
جو چاہے وہ اسکو سب ہی حاضر
گو کیسی ہی اسکو ہو ضرورت
خالی گیا میرا وار یہ بھی
اک ہفتہ کے بعد پھر وہ جاکر
القصہ اسیطرح کئی بار
مطلب نہوا پر اسکا حاصل
اتبک نہ نکالا اسنے مطلب
گذرا جو مہینہ یہ بھی سارا
ہوتا ہی مجھے تو ایسا معلوم
تو لائی نہ آج تک نشانی
یہ اسنے لکھ جواب اسکو

ٹھنڈا تو کرا اس سے اب کلیجا
پہنائی اسے نفیس پوشاک
ساتھ اسکو بٹھایا پالکی مین
دولت کے ہی نشہ مین تھی سرشار
اور تجھ سے مین ہاتھ دھو چکی ہون
تو نے نہ کیا لحاظ میرا
لیکن ہی پڑی یہ ایک مشکل
زنہار نہین ہی کچھ سنبھلتا
ہٹ بچون کی ہی جہان مین مشہور
کچھ رحم تو اسکے حال پر کر
ننھے سے تو کچھ نہین خطر ہی
کیون روتا ہی آج میرا بھائی
رنج اسکا نہین مجھے گوارا
بازار سے جاکے جلد لادو
پر اسکے بلانے سے ہون قاصر
یان آنے کی ہوئیگی نہ صورت
اب بھی نہ مراد کو مین پہونچی
پہونچی وہان مگر کچھ بنا کر
مایوس پھری وہان سے مکار
اندوہ والم سے پک گیا دل
کیا جانے کب آئیگی وہ یار
تو جان سے جاؤنگا مین مارا
سینے مرا پھر گیا ہی مقسوم
یان چھوٹ گیا ہی دانہ پانی
اسطرح سے نا امید کیون ہو

بچہ کو چھڑا کے اوسکی مانسے
اک چاند کا ٹکڑا سا بنا کر
بیگم کی گئی محلسرا پر
ہون اسلیے مین بھی تجھ سے بیزار
سو بار مین پھر گئی دریغا
جب جان لیا کہ تو ہی مغرور
میرا ہی یہ نا سمجھ جو بچا
کہتا ہی کہ دیکھونگا بہن کو
لون آکے انکا ہی سے گو نہ تو دے
بچے کے مچلنے پر نظر کر
بیگم کو یہ سنکے آئی غیرت
کس امر نے اسکا دل دکھایا
جس شی کو ہوا اسکا چاہتا دل
لمحہ کا نہ وقفہ ہو خبردار
شوہر کے بغیر حکم کیونکر
یہ حکم سنا تو ہاتھ ملکر
پھر آئی وہان سے کرکے افسوس
مطلب پہ مگر نہ اپنے پہونچی
جب پانچوان ہو چکا مہینا
اس جادہ وزیر منتظر تھا
تشویش مین اسکا دل جو اٹکا
گھبرا کے دیا اسے یہ پیغام
ہوگا نہ تمام کام میرا
مطلب نہ ہنوز کچھ بر آیا
شرمندہ ہوئی ہو نہین سراسر

عیار مکان مین لائی اپنے
پہنایا اسے جڑاؤ زیور
پیغام دیا اسے یہ جاکر
دیکھونگی نہ تیری شکل زنہار
تشویش مین گھر گئی دریغا
دل سے تجھے مین نے کر دیا دور
ہی عقل و شعور مین جو کچا
مانونگا نہین جو چاہے سو ہو
بچہ ہی کو پاس تو بلا لے
آنے سے نہو تو اپنے باہر
فرمایا کہ ہی مجھے یہ حیرت
کس بات سے اسکو رنج آیا
جس چیز کی سمت ہووے مائل
اب روئے نہ میرا بھائی زنہار
آنے دو وان بھلا محل کے اندر
کہنے لگی واہ رے مقدر
بستر پہ گری وہ ہوکے مایوس
بے نیل پھری وہان سے پھر بھی
آغاز ہوا چھٹا مہینا
کہتا تھا کہ کٹنی کو ہوا کیا
ہر وقت لگا یہ رہنے کھٹکا
کمبخت تو کب کریگی یہ کام
اور ہوگا تمام کام میرا
اور موت نے آکے منہ دکھایا
غافل نہین تیرے کام سے پر

Digitized by Google

ہر وقت مجھے ہے فکر اسکی
تا وسع کرونگی اسمین جلدی
حیرت زدہ گرچہ اسمین ہون مین
پھر کہیے کہ اسمین کیا کرون مین

اسکی بھی نہ نوبت ابتک آئی
اور تنگ بھی نہ ہوسکی رسائی
پھر کہیے کہ کیا کرون مین تدبیر
ظاہر مین نہین ہے میری تقصیر

بیگم ہے کمال درجہ ہشیار
چلتا نہین داؤ میرا زنہار
یہ سُنکے وزیر تھہ تھہ اک
سایہ سا گرا زمین کے اوپر

وعدہ مین ہے جو بند رہوان
کٹنے لگین راتین تارے گن گن

جانا دلّالہ کا آستانۂ وزیر پر بیگم پر بچہ کو لیکر اور منگانا پستول کا اُسکے پلنگ پر سے اور لیجانا وزیر کے پاس اور پیش ہونا پستول کا بادشاہ کے سامنے اور بھڑکنا شعلۂ قہر سلطانی کا اور حکم قتل صادر ہونا وزیر اعظم کی نسبت

لینے کا نشانی کے بیان ہے
حرفت سے قلم بیان رواں ہے
ای وائے جفائے آسمانی
دلّالہ کو ملتی ہے نشانی

مکارہ نے فکر کی یہ جیمین
لڑکے کو بٹھا کے پالکی مین
ڈیوڑھی پہ صبا کی طرح آئی
اور تازہ بنا کے مکر لائی

بیگم کو دیا یہ اُسنے پیغام
مین چاہتی ہون نہ لون ترا نام
اس بچہ سے ہون مگر مین مجبور
خاطر شکنی نہین ہے منظور

مچلا ہے یہ آج اسپہ بیڈول
کہتا ہے کہ لونگا مین تو پستول
اسواسطے اسکو ہون مین لائی
لینے یہ ترا ہے ایک بھائی

توفیق تجھے اگر خدا دے
پستول پلنگ کا اُٹھا دے
ساعت کے لیے ہے مجکو درکار
رکھونگی نہ ایکدم بھی زنہار

پستول ترا مین بھیج دونگی
بے فائدہ رکھکے کیا کرونگی
بیگم نے یہ سُنکے حکم بھیجا
کیون ہیہ اودکھاتی ہے کلیجا

بازار سے جلد کوئی جاکر
پستول انفیس مول لاکر
بھائی کو مرے حوالہ کردے
اور رو برو اُسکے لاکے دھردے

مکارہ یہ سُنکے بولی ہنسکر
پڑ جائین تری سمجھ پہ پتھر
افسوس نہ تو نے اتنا سمجھا
بچہ ہے یہ میرا چھہ برس کا

کیا خاک چلائیگا یہ پستول
لاحول تری سمجھ پہ لاحول
یہ بات نہین قبول تیری
کوشش ہے یہ سب فضول تیری

بیفائدہ ہے یہ سنج دینا
کیون خرچ یہ اپنے ذمہ لینا
پستول اگر پلنگ پر ہو
بھجوا دے بس ایک گھڑی کو

آجائیگا بعد اک گھڑی کے
بچے ہین ذرا مین پھینک دیتے
نادان ہین رکھکے کیا کرینگے
دو ایک گھڑی کو کھیل لینگے

بیگم تھی کمال گو کہ ہشیار
تقدیر کے حکم سے تھی ناچار
انسان تھی سہو سے بنی تھی
پستول اُٹھا دیا خطا کی

دانائی و عقل سب ہوئی دھول
کمسنی نے اُڑا دیا یہ فرزول
دلّالہ نے جو نشانی پائی
شادی سے نہ جامہ مین سمائی

آنکھون سے لگا لیا وہ پستول
پلکون سے اُٹھا لیا وہ پستول
فی الفور منگا کے پھر سواری
خدمت مین وزیر کی سدھاری

وہ رنج مین تھا اداس بالکل
تھی یاس سے اُسکو یاس بالکل
اک گوشہ مین سرنگون پڑا تھا
مضطر تھا کمال رو رہا تھا

اور یاس سے اپنی ہوکے مایوس
کہتا تھا کہ صد ہزار افسوس
دلّالہ کا کچھ ہوا نہ نقصان
اور مفت مین جاتی ہے مری جان

اتنے مین بلائے ناگہان سی
مکارہ بھی مثل باد پہونچی
اور جاکے کہا کہ لو مبارک
منصب کی ترقی ہو مبارک

کر لائی کنیز آپکا کام
دلوائیے جو کہا ہے انعام
یہ کہکے اور اپنے پاس سے کھول
اُسنے اُسے دیدیا وہ پستول

یہ دیکھکے اُسمین آگئی جان
بولا کہ خدا مین تیرے قربان

جلنے کی مجھے امید کیا تھی
گر ہاتھ نہ یہ نشانی آتی

ہے شکر ترا اگر خدایا
تونے مجھے مارکر جلایا

پوشاک بدل کے عطر ملکر
سج دھج کو بنا کے اور سنبھل کر

سلطان کے حضور مین وہ آیا
آداب سے آکے سر جھکایا

پستول کو نذر کرکے بولا
یون قفل دہن کو اُسنے کھولا

بیگم نے جو مجھپہ کی عنایت
پیش آئی وہ جسطرح بہ شفقت

جیسا حق دوستی نباہا
کیا عرض کرون مین حال شاہا

کرتی تھی بدرجہ وہ محبت
آنے کی نہ دیتی تھی اجازت

ہمراہ رہا مین پاس اُسکے
سیری نہوئی پر اُسکی مجھسے

کہتی تھی وہ مجھسے یون بہ اصرار
تو جا نہ کہین یہانسے زنہار

دوری جو نصیب ہوگی تیری
بے لطف کٹیگی زیست میری

بے تیرے رہونگی سخت بے کل
مجھکو بھی تو اپنے ساتھ لے چل

سرکار کا خوف مجھکو آیا
ہمراہ نہ اسلیے مین لایا

پھر بل بے گلے سے خوب ملی
اُس رات تمام شب نہ سوئی

پھر اُسنے براہ مہربانی
پستول کی دی مجھے نشانی

ہوتی نہ ممانعت جو مجھکو
لاتا مین پلنگ پر ہی اُسکو

ہے وان کی یہ مختصر حقیقت
فرمائین اسی پہ غور حضرت

مطلوب ہو اُسکی گر صداقت
پستول کی کافی ہے شہادت

اتنے مین وزیر اعظم آیا
شہ نے اُسے روبرو بلایا

پستول دکھایا اور کہا یہ
کسکا ہے ذرا مجھے بتا یہ

یون کہنے لگا وزیر اعظم
کای رشک قباد و غیرت جم

جوڑی یہ خرید ہے پرانی
ہے میرے پلنگ کی نشانی

جس شخص کی وان رسائی ہوگی
بیگم سے یہ اُسنے پائی ہوگی

سلطان نے کہا کہ سُن تو مردک
اُس روز تو مارتا تھا کیا جھک

اسطرح کی آہ تونے کی ہٹ
کہا ٹھیک قسم ہماری جھٹ پٹ

کچھ بھی تو نہ تجھکو شرم آئی
سوگند دروغ میری کھائی

عصمت پہ کیا تھا جسکی اصرار
اب سُن لیے تونے اُسکے اطوار

اب کہہ کہ ترا علاج کیا ہے
اِس جرم کی تیرے کیا سزا ہے

کی عرض کہ جرم تو بڑا ہے
جو دیجے سزا وہی سزا ہے

یہ سُنکے ملک کو غیظ آیا
جلادون کو روبرو بلایا

اور حکم دیا کہ اسکو فوراً
لیجاکے پھانسی مارو گردن

سر اسکا جدا بدن سے کردو
پوچھا اسکا اُتار کر یہ معروض

ہوجاے ہر اک کو تاکہ عبرت
پھر ایسی نہو کسیکو جُرأت

افسوس ہے اور بڑا غضب ہے
کس درجہ وزیر بے ادب ہے

حضار کے روبرو برابر
جھنجھلاتا رہا ہے سراسر

بس اسکے سوا علاج کیا ہے
یہ اُسکے قصور کی سزا ہے

آنا وزیر اعظم کا اپنی بیگم کے پاس اور اُسکے ماتھے پر کالک کا ٹیکا لگاکر واپس جانا

ہر نقطہ ورق کو اب گران ہے
ٹیکے کا کلنک کے نشان ہے

لکھتا ہے جو حال قہر آمیز
یون تیغ قلم کی ہے زبان تیز

جسوقت سُنا یہ حکم شہ کا
جلادون نے اُسکا ہاتھ پکڑا

چاہا سوے قتل گاہ لیجائین
جو حکم ہے ہمکو وہ بجا لائین

اتنے مین وزیر آگے آیا
اور عجز کے ساتھ سر جھکایا

صدقہ ہوا آس پاس گھوما
اور پایۂ تخت شہ کو چوما

اور ہوکے کھڑا وہ دل شکستہ
آداب کے ساتھ دست بستہ

ازروے نیاز سر جھکا کر
کہنے لگا اے غریب پرور

میرے لیے حکم جو ہوا ہے
انصاف کا وہ ہی مقتضا ہے

بے شک یہی داد معدلت ہے
جو حکم ہے مین مصلحت ہے

Digitized by Google

بندہ کو مجال عذر کیا ہی
جو حکم ہوا ہی وہ بجا ہی
لیکن یہ اخیر التجا ہی
امید قبول مدعا ہی

سینتے ہو حضور سے عنایت
اک ہفتہ کی اب سے مجکو مہلت
دن ساعت وقت و لمحہ گن گن
آجاؤنگا خود مین آٹھوین دن

سلطان نے کہا تو خود ہی زیرک
یہ سوچ کے بھاگیگا کہان تک
دریا کی بھی تہ مین گر چھپیگا
کیونکر مرے قہر سے بچیگا

چڑھ جائیگا گر تو آسمان پر
واللہ نہ ہوگا وان بھی جانبر
بھاگیگا کہان کہان یہ بتلا
اس فعل عبث سے فائدہ کیا

کی عرض پھر اسطرح کہ سرکار
میرا یہ نہین ہی قصد زنہار
پر ایک ضرور ہی مجھے کام
دے آؤن مین جاکے اسکو انجام

سلطان نے یہ التماس سُنکر
یون حکم دیا کہ خیر بہتر
منظور کی ہمنے تیری رخصت
اک ہفتہ کی دی تجھے اجازت

وہ اپنے فرودگہ پر آیا
اور جلد کہارون کو بلایا
اور اُنسے کہا کہ اسمین جلدی
انعام ملیگا ہوگی جتنی

چالاکی ہمین یہ آج دکھلاؤ
فرزانہ نگر مین جلد پہونچاؤ
تھے وہ تو قدیم کے نمک خوار
سُنتے ہی یہ حکم ہوگئے تیار

بولے کہ حضور پالکی مین
آرام سے اب سوار ہولین
فرزانہ نگر پھر ایک دن مین
پہونچا ہوا پالکی کو دیکھین

یہ سُنکے خدا کا نام لیکر
جا بیٹھا وہ پالکی کے اندر
پھر وانسے کہارون نے اُٹھالی
اور شہر سے پالکی نکالی

تھے تیز قدم وہ ایسے پویا
بے پر کے پرندے تھے وہ گویا
پڑتے تھے نشان پا سما پر
جاتے تھے اُڑے ہوئے ہوا پر

تھی تخت سی پالکی نمایان
آصف کو بنا دیا سلیمان
آندھی کی طرح سے تھے روان وہ
کہتی تھی صبا کہ ہین کہان وہ

گو شہر تھا وانسے آٹھ منزل
اک دن مین مگر ہوئے وہ داخل
وان جاکے وزیر نے سکھایا
یہ سِرّ خفی اُنھین بتایا

آبادی سے دور ایک جا ہی
رہنے کا مرے محل بنا ہی
ہونگے وہان پہرے پر تلنگے
اور نیچے اُنکے ہونگے ننگے

رکوائینگے تمھین وہ کرکے اصرار
تم رکنا مگر وہان نہ زنہار
اور ڈیوڑھیان محل کی ہین سات
تم جسپہ کہ پہونچو مارنا لات

جب پائین کھولنے کو اٹھ تمکو
کوئی نہ رہیگی آڑ تمکو
جسوقت کہ پہونچو ساتوین پر
رکھنا مری پالکی کو اندر

رہنا وہین سب کے سب اڑے تم
منہ پھیر کے آڑ مین کھڑے تم
جسوقت کہ حکم پھر تمھین دون
یعنے کہون جبکہ تمسے مین یون

بس وانسے سواری کو اٹھانا
بیرون محل مجھے لے آنا
اُتر کی طرف کو ایک ہی باغ
فردوس کے دل پہ جسکا ہی داغ

وان جاکے مجھے اُتار دینا
انعام جو چاہو مجھسے لینا
القصہ وہان سواری پہونچی
بیگم کی حویلی جس جگہ تھی

للکار کے بولا اک سپاہی
یہ کسکی سواری آج آئی
یون اُنمین سے اک کہار بولا
تہذیب کے ساتھ لب کو کھولا

لائے ہین یہ پالکی جو یان ہم
ہین اسمین ترے وزیر اعظم
بولا وہ کہ کرتا اتنی بکبک
کیا کہتا ہی تو یہ مجھسے مردک

آتا ہی وزیر جب ہمارا
ہوتا ہی نہال ملک سارا
رہتا ہی مہینون اُسکا چرچا
اور پرچہ پہ پرچہ ہی گذرتا

ہوتی ہی رسد بہت فراہم
اور ہوتا ہی انتظام باہم
افواج کثیر اور لشکر
آتے ہین چلے یہان برابر

ہو جاتی ہی شہر مین منادی
اور ہوتی ہی ہر بشر کو شادی
تنہا تو ہی پالکی کو لایا
کہتا ہی وزیر اعظم آیا

یہ سُنکے ہوا وزیر حیران
دل اُسکا ہوا بہت پریشان
سمجھا کہ یہ پڑگیا جھمیلا
بولا کہ مین آیا ہون اکیلا

Digitized by Google

کیون آپکو اتنا ستاتا ہی | کیا مجکو نہین تو جانتا ہی
یہ سنکے سپاہی کے اوڑے ہوش | غش کھاکے گرا وہ ہوکے بیہوش
اور کہنے لگا کہ رب عزت | کیا میرے وزیر پر ہی آفت
کیا اسپہ ہوا ہی قہر سلطان | کیون آیا ہی آج یہ پریشان
کیا ظلم ہی آہ کیا غضب ہی | یون آنے کا اسکے کیا سبب ہی
کیا اسپہ ہوا عتاب شاہی | اب خیمہ نہین ہی یا الٰہی
القصہ چلی گئی سواری | دروازے پہ جاکے لات ماری
بس ایک ہی ضرب مین گرا در | داخل ہوئے تو ذرا اسکے اندر
کچھ اور بڑھے جو آگے وانسے | دروازے پہ دوسرے کے پہونچے
وان بھی نہ زبان سے کوئی بولا | اُس در کو بھی لات ہی سے کھولا
بالجملہ کسی جگہ نہ بولے | لاتون ہی سے سب کواڑ کھولے
داخل ہوئے جب محل کے اندر | وان رکھدیا پالکی کو جاکر
لیکن وہ رہے وہین اڑے سب | منہ پھیر کے ہو گئے کھڑے سب
پہونچا جو وہان وزیر اعظم | گھبرا کے اُٹھی وزیر بیگم
بیتاب کمال مضطرب سی | نزدیک جو پالکی کے پہونچی
بولا یہ وزیر اُس پری سے | آیا ہی مرے تو پالکی کے
یہ سُنکے وہ اور آئی بڑھکر | اور ٹھہری ذرا سے فاصلہ پر
جب کام نہ دور سے بن آیا | نزدیک اُسے اور بھی بلایا
کچھ اور بڑھی پھر اُس سے آگے | اور ٹھہری وہ مل کے پالکی سے
یون کہنے لگا وزیر اعظم | سرڈال دے پالکی مین بیگم
بیگم نے سُنا جو حکم شوہر | سر کر دیا پالکی کے اندر
غصہ تو وزیر کو بھرا تھا | اور آتش غم سے جل رہا تھا
کچھ آپ کہا نہ اُس سے پوچھا | پیشانی پہ رکھدیا انگوٹھا
پھر اُس سے کہا کہ بس پلٹ جا | نزدیک سے پالکی کے ہٹ جا
بعد اُسکے کہارون سے کہا ہان | یعنے کہ چلو محل سے بیرون
وہ حکم کے منتظر کھڑے تھے | کان اُنکے اُسی طرف لگے تھے
آواز وزیر کی جو پالی | بس دوڑ کے پالکی اُٹھالی
لے آئے اُسے محل سے باہر | پھر وانسے اُڑے شمال صرصر
تیز ایسے چلے وہ پھر سوئے باغ | جسطرح صبا بجانب باغ
جس جاکہ وزیر نے کہا تھا | اک آن مین پالکی کو رکھا
تھا بسکہ وزیر دل فسردہ | جی اُسکا تھا ہر طرف سے مردہ
گلگشت سے اُسکو کام کیا تھا | دن زیست کے اپنے بھر رہا تھا

وزیر اعظم کے ٹیکا لگا جانے کا حال کھلنا اور تدبیر سوچنی وزیر بیگم کی درستی کام اور رفع آلام کے لیے اور مناجات کرنی بارگاہ جناب باری مین

کھلنے کا جو راز کے بیان ہی | خامہ کی زبان پہ الامان ہی
واپس جو گیا وزیر اعظم | غش کھاکے گری وزیر بیگم
برجا نرہے حواس اُسکے | عقل اُسکی رہی نہ پاس اُسکے
کچھ صرف نہ اوسپہ منحصر تھا | وان ہوش بجا نہ تھا کسی کا
کہرام پڑا ہوا تھا گھر مین | روتی تھین بلک بلک کنیزین
ماتم تھا محلسرا مین پھیلا | فریاد و فغان و وائے ویلا
دروازہ پہ رہتی تھی جو پلٹن | اُسمین بھی بپا تھا ایک شیون
افسوس سے روتے تھے سپاہی | کہتے تھے یہ کیا ہوا الٰہی
القصہ تھی اک کنیز اُنمین | فی الجملہ تھی پُر تمیز اُنمین
روتی ہوئی وانسے کھاکے چکر | اور اپنے جگر پہ ہاتھ رکھکر
ہاتھون سے کلیجا اپنا ملتی | بیمار سی سُست سُست چلتی
بیگم کی حضور مین جب آئی | اور سامنے اُسکے آنکھ اُٹھائی
ہو ہوش کے بعد دیکھتی کیا | ماتھے پہ لگا ہوا ایک ٹیکا
بس کھل گیا اُسپہ صاف اسرار | چاہا کہ کرون اب اُسکا اظہار

Digitized by Google

خود کہنا تو مصلحت نہ سمجھی
آپس مین لگین وہ ذکر کرنے
باہم تھین وہ منہ ہر اک کا تکتین
بیگم کے حضور مین وہ آکر
چہرے کو ملاحظہ تو کیجے
مطلق ہی نہین رہی وہ صورت
اور اُنسے کہا کہ اسکو لیجاؤ
تھی کسکی مجال منہ جو موڑے
سر کو مرے پانؤنسے کچلیے
یہ سُنکے بھڑک اُٹھی وہ دلدار
مین آپ ہی مبتلا ہون غم مین
آیا ہی جو اسطرح پریشان
کیا جانیے کیا تھی میری شامت
اس رنج مین ہون مین خود گرفتار
اسوقت تو چاہتی ہی مردار
لیجاؤ اسے وہی سزا دو
بعد اُسکے کنیز اور آئی
سینے یہ جو کرتی ہین گزارش
مقبول وہ اُنکی عرض کرکے
کچھ رنج سے ضعف کچھ نزاکت
اس طور سے پھر بعید خرابی
ماتھے پہ نظر پڑا وہ ٹیکا
ٹیکا یہ جو ماتھے پہ لگا ہی
اسرار نہانی تجکو سمجھا دُن
عصمت مین لگا گیا ہی دھبا

اُن اور کنیزون کو خبر کی
اظہار کی اُسکے فکر کرنے
کچھ پاس ادب سے کہہ نہ سکتین
کہنے لگی کورنش بجا کر
آپ اپنی ذرا خبر تو لیجے
بے طرح ہی چھا گئی کدورت
اور جلد سزا کو اسکو پہونچاؤ
تڑ تڑ لگے پڑنے اُسپہ کوڑے
پر شیشہ محل مین آپ چلیے
بولی کہ خدا کی تجھپہ پھٹکار
کیا جانے پھنسی ہون کس الم مین
یان عقل ہی میری خستہ حیران
کیا مجھپہ گذر گئی قیامت
کچھ مجھپہ کھلے نہ اُسکے اسرار
دیکھون مین سنگار اپنا اک بار
کوڑے اسے مار کر گرا دو
اور وہ بھی زبان پہ دم نہ لائی
منظور نہین ہی کچھ نمایش
اور اپنا جگہ پہ ہاتھ دھرکے
چلنا اُسکے ہو گیا قیامت
دو تھوڑی سی راہ آئنے طرف کی
جانا کہ یہ ہی فساد اسیکا
ناموس کا داغ بن گیا ہی
اور اسکے معانی تجکو سمجھا دُن
ناموس مین گر گیا ہی بٹا

سب جمع ہوئین کنیزین آکر
لیکن نہوئی کسیکو جرأت
اُن سب مین بڑی تھی ایک چالاک
فرمایئے اک ذرا سی تکلیف
اس رنج نے قہر کر دیا ہی
برہم ہوئی سُنکے وہ دل آرا
یعنی اسے مار کر گرا دو
جب اسکو گرا دیا زمین پر
دیکھی نہین جاتی مجھسے صورت
اتنا نہین تجکو سوجھتا ہی
کیا میرے وزیر پر ہی آفت
رنجیدہ رہا کمال بے مجھسے
مانوس ہوا نہ اس مکان سے
مین تنگ ہون آہ اپنے جی سے
پھر آپے سے اپنے ہوکے باہر
یہ حکم کنیزون نے جو پایا
تھی جسکی وہ زیرک اور دانا
ہی انکو جو اسطرح کا اصرار
اک رنج و الم کے ساتھ اُٹھی
رکھتی تھی قدم جہان جہان وہ
جب شیشہ محل مین آکے پہونچی
سمجھی کہ مرا وزیر بیشک
دائی سے کہا کہ تو نے سمجھا
بیٹے کہ یہی ہی جو میرا شوہر
در پردہ یہ کر گیا اشارا

سب کھل گیا اُسکا حال اُنپر
بیگم سے جو یہ کہی حقیقت
فی الجملہ وہ ہو رہی تھی بیباک
لے چلیے جناب محل مین تشریف
منھ آپکا سب اُتر گیا ہی
جھلا کے کنیزون کو پکارا
گستاخی کی اسکی یہ سزا دو
اک اور لگی یہ کہنے آکر
کرتی ہون یہ عرض بالضرورت
یعنی کہ ہمارا حال کیا ہی
کیا جانیے کیا پڑی مصیبت
کچھ اپنا کہا نہ حال مجھسے
فی الفور چلا گیا یہانسے
بیزار ہون ایسی زندگی سے
فرمایا کنیزون کو بلا کر
بس اسکو بھی مار کر گرایا
ہو دائی سے اپنی اُٹھ کے جانا
کچھ اسمین ضرور ہوگا اسرار
دائی کا پکڑ کے ہاتھ اُٹھی
گر پڑتی تھی ضعف سے جہان وہ
آئینہ مین اپنی شکل دیکھی
ماتھے پہ لگا گیا ہی کالک
اس نقطہ سے اُسکی تھی غرض کیا
رنڈی مجھے کہہ گیا سراسر
جاؤنگا مین عنقریب مرا

ہی قتل مرا تری بدولت
کیا مجھسے ہوئی یہ بیوقوفی
دے لونگی مین پیچھے اسکی تعزیر
یہ کہکے پھر آپکو سنبھالا
اور اُس سے کہا کہ ہان خبردار
درپیش ہوا ہی مجھکو اک کام
اللہ سے تم کرو دعا سب
سب تمکو سپرد کردیا اب
ہوتی ہی اگر مدد خدا کی
جبتک کہ نہ آؤن آپ اسجا
دو ہفتہ ضرور ہی تامل
آپسمین تم اسکو بانٹ لینا
اور رہنے نپائے کوئی محروم
بیطرح وہ پھوٹ پھوٹ رویا
بندون کی بھلا مجال ہی کب
پشتون سے یہانکے ہین نمکخوار
بیگم نے یہ کرکے سب نصیحت
آیا جو نظر وہان نہ کوئی
درگاہ مین اسکی ہاتھ اُٹھایا
کہنے کی نہین ہی تجھسے حاجت
کرتی ہون گناہ گو ہزارون
لیکن ترے صدقے ہون خدایا
رحمت کو تری بڑی ہی وسعت
جب تجھسے اِس امر کو کہا ہی
خو رحم کی تیری پڑ گئی ہی

اک تھوڑی سی رہ گئی ہی مہلت
دیکھین نشانی کیسی ہو کی
بالفعل کرون کچھ ایسی تدبیر
کچھ سوچ کے مدعا نکالا
اُس کام سے اپنے رہنا ہشیار
اک ہفتہ مین ہوگا اُسکا انجام
حاصل ہو ہمارا جس سے مطلب
اور تمکو بحفظ کبریا اب
مین آٹھوین دن ہون پھر کے آتی
یا کوئی نہ بھیجے حکم میرا
اللہ پہ رکھو تم توکل
حصہ جو ہر ایک کا ہو دینا
پھر یانسے نجائے کوئی محروم
اشکون سے لباس سب بھگویا
دولت کیطرف خیال ہی کب
یہ دیکھ سکینگے ہم نہ زنہار
فرمایا اُسے وہانسے رخصت
دل کھول کے اپنا خوب روئی
اور کہنے لگی کہ ہان خدایا
ای عالم غیب والشہادت
یہ تجھکو رحیم جانتی ہون
تونے اُسے رحم سے چھپایا
ہی حد سے وسیع تیری رحمت
تونے مرا کام کر دیا ہی
عادت تو مری بگڑ گئی ہی

پستول کا ہی یہ سب نتیجا
ہونی تھی سو ہو چکی حماقت
جس سے کہ مرا وزیر بچ جائے
دروازہ پہ رہتا تھا جو لشکر
تم جسکے لیے ہوئے ہو معمور
جاتی ہون مین اسلیے یہانسے
اسباب مرا جو کچھ یہان ہی
کرتے رہو احتیاط اُس پر
برعکس ہوا اگر مبادا
محفوظ رہے یہ سب امانت
بعد اُسکے ہی اختیار تمکو
جس شخص کا رتبہ جسقدر ہو
وہ رونے لگا یہ حال سُنکر
اور کہنے لگا کہ تا قیامت
حاصل ہی حضور کی بدولت
مرجائینگے جان نثار سارے
پھر وانسے کنیزونکو ہٹاکر
اک عجز کے ساتھ گفتگو کی
تجھپر مرا حال سب عیان ہی
ہر چند مین ہون تری گنہگار
لاکھون ہی کیے گناہ مین نے
دیکھا ہی جو تیرا لطف بیحد
جب کوئی پڑی ہی مجھپہ مشکل
رحمت کی تری ہوئی ہون خوگر
گستاخ کیا ترے کرم نے

اور سارا فساد ہی اسیکا
کیا فائدہ اسکی اب مذمت
ناموس پہ پھیر بھی نہ حرف آئے
فی الفور بلایا اُسکا افسر
جاری رہے کام سب بدستور
کرتی ہون تمھین نقل اس مکانسے
وہ تتمہ ذرا ذرا عیان ہی
جبتک کہ مین آؤن واپس اب
میرے لیے حکم کچھ خدا کا
اور ہونے نپائے کچھ خیانت
پرسش سے نہین ہی کار تمکو
اُتنا ہی نصیب اُسکو زر ہو
پژمردہ ہوا کمال سُنکر
اللہ رکھے تمھین سلامت
ہر وقت ہمین شکوہ بدولت
کچھ آگئے دن بُرے ہمارے
اک گوشہ مین بیٹھی آپ جاکر
اللہ سے اپنی آرزو کی
پوشیدہ نہین ہی تجھسے کچھ شی
لیکن تجھے جانتی ہون غفار
نامہ کو کیا سیاہ مین نے
ہوتے ہین گناہ مجھسے سرزد
ہرگز مین نہین ہوئی ہون غافل
بھولی ہوئی بیٹھی ہون کرم پر
لاکھون ہی کیے گناہ مینے

اب تازہ پڑی ہی مصیبت
اس درد کی کر دوا الٰہی
کشتی مری پڑ گئی بھنور مین
سب حال مرا ہی تجھپہ ظاہر
ہی ہاتھ مین تیرے میری عزت
تکیہ ترے رحم پر ہی مجھکو
اس در سے مجھے ہی خوب معلوم
دولت مری دیکھ اور تباہی
تہمت مرے سر سے یہ اُٹھا لے
ذرہ کو بناتا ہی تو خورشید
مردے کو تو جان بخشتا ہی
اسوقت بھی تو مری مدد کر
عصمت مری سبکے دل پہ کھل جاے
تو عیب مرا ای خدا چھپا دے
کر بندہ نواز دلنوازی

لگتی ہی جو میرے حق مین تہمت
حاجت مری کر روا الٰہی
جاؤنگی الٰہی اب کدھر مین
اور تو ہی ہر ایک شی پہ قادر
یارب مجھے یون تو دے نہ ذلت
مین جانتی ہون رحیم تجکو
ہرگز نہ پھرونگی ایسی محروم
اور مجھپہ تو فضل کر الٰہی
یارب مری آبرو بچا لے
کیونکر نہ رکھون مین تجھسے امید
وحشت سے امان بخشتا ہی
دشمن جو مرا ہی اُسکو رد کر
ماتھے سے مرے یہ داغ دھل جاے
ٹیکا مرا ای خدا مٹا دے
شوہر کو مرے ہو سرفرازی
مقبول یہ کر مری مناجات

تو جانتا ہی اُسے بخوبی
حامی نہین کوئی آہ میرا
درگاہ تری ہی میرا مامن
عزت دے اُسے جسے تو چاہے
رسوائی فضیحتی و خواری
باعجز و نیاز تیرے در پر
رسوائی نکر پسند میری
اس رنج و الم سے تو چھڑا دے
ہرچند مین ہو گئی ہون مجبور
قطرہ کو بناتا ہی سمندر
دیتا ہی گدا کو بادشاہی
یہ جان ہی میری تجھپہ قربان
عفت کا مری ہو حال ظاہر
دھو دے مرے چہرے سے سیاہی
برعکس معاملہ تو کر دے
ہی نام ترا مجیب دعوات

تہمت مجھے لگتی ہی یہ جھوٹی
عصمت کا تو ہی گواہ میرا
پکڑا ہی الٰہی تیرا دامن
ذلت دے اُسے جسے تو چاہے
بیفائدہ ہوتی ہی ہماری
رکھتی ہون الٰہی آج مین سر
قربان ہی تجھپہ بندی تیری
تدبیر مجھے کوئی بتا دے
پر فضل سے تیرے کچھ نہین دور
اور دُرِ یتیم صدف کے اندر
کرسکتا ہی سب تو یا الٰہی
مشکل مری کر الٰہی آسان
شوہر کی مرے ہو جمع خاطر
کر دے مجھے سرخرو الٰہی
دشمن پہ مرا وبال دھر دے

جانا وزیر بیگم کا بادشاہ کے شہر مین اور اپنے کو کسبی مشہور کرنا

اب جسکے سفر کا یان بیان ہی
اللہ کو یاد کرکے اُٹھی
انصاف نگر کا ہی ارادا
فی الفور انھین یہ حکم دیکر
زر لے لیا ساتھ کچھ بظاہر
اور اپنا بھی اک لباس پر زر
مقصود کی اُسکے تھی جو منزل
دربار کے جانے کی جو تھی راہ

یون کاتب سحر رقم زبان ہی
دل فضل پہ اُسکے دھر کے اُٹھی
دو مجکو ہوا کی طرح پہونچا
جا بیٹھی وہ پالکی کے اندر
کچھ نقد کی قسم کچھ جواہر
رکھوا لیا دل مین کچھ سمجھکر
اُسمین ہوئی ایکدن یہ داخل
اُس سے کہ دو مجکو جلد آگاہ

فارغ ہوئی جبکہ وہ دعا سے
فی الفور کہارون کو بلایا
راضی ہین کمال تمسے ہونگی
دائی کو بھی اپنے ساتھ لیکر
شوہر کا بھی ایکجوڑا اچھا
پھر اپنے خدا کا نام لیتی
داخل ہوئی شہر مین جو آکر
جس سمت کو لوگون نے بتایا

اور کر چکی التجا خدا سے
جب آئے تو حکم یہ سنایا
انعام مین زر بہت سا دونگی
اور رکھ لیا کچھ ضرور زیور
پوشاک کا اپنے ساتھ رکھا
فی الفور وہ اپنے گھر سے چلدی
دریافت کیا وہان یہ جاکر
دربار کا جسطرف تھا رستا

Digitized by Google

کی اُسنے پسند اک حویلی
کچھ دن کو کرایہ پر وہ لی

مین ہوئی کنیزین اُسنے جاکر
رکھے پئے خدمت اور چاکر

وس مین سپاہی پہرہ کو بھی
رکھے وہان جاکے اُسنے جلدی

اور اُنسے کہا جو کوئی تھے
یان آ کے ہمارا حال پوچھے

نوکھنا کہ ہے یہ حسن بانی
سلطان کی ملازمت کو آئی

یہ بات اُنھین سکھا پڑھا کر
اک غرفہ مین بیٹھی آپ جاکر

جس دن سے یہ حادثہ ہوا تھا
کچھ اُسنے نہ کھایا پیا تھا

اور تھی بھی خورش تو اُسکی کیا تھی
بس نعمت شکر کی غذا تھی

حسن اُسکا ذرا نہین رہا تھا
نسواں حصہ مین ایک تھا چھٹا

پہلا سا رہا نہ اُسکا جوبن
سب اُوڑ گیا تھا جو رنگ روغن

چہرہ تھا جو اُسکا ارغوانی
دو دن مین ہوا وہ زعفرانی

گیسو ہوئی زلف عنبر افشان
ہم صورت سنبل پریشان

جو غیرت بدر تھا وہ ماتھا
وہ مثل ہلال رہگیا تھا

یون ہوگئین ابروان خمدار
اُتری ہوئی جسطرح ہو تلوار

بیمار بنی وہ چشم جادو
جسطرح تھکا ہوا ہو آہو

رخسار جو وہ گلاب سے تھے
کمھلا گئے پھول کی طرح سے

تھا حسن تمام پھیکا پھیکا
باقی نہ رہا مزا نمک کا

کندن سا جو رنگ تھا دمکتا
خورشید کیطرح سے چمکتا

ہلدی سی پھری تمام رخ پر
دھو سکتے نہین ہین دیدۂ تر

کمھلا گئے لب وہ لالہ رو کے
یون ہوگئے جیسے پھول سوکھے

دانتو مین جو تھی صفائی ستھری
موتی کی طرحسے آب اُتری

سب اُسکے ذقن کی اُڑگئی زیب
پکا ہوا جسطرح کوئی سیب

پژمردہ ہوا سب اُسکا جوبن
جسطرح خزاں رسیدہ گلشن

بالکل ہی بدل گئی تھی صورت
اک رنج کی بنگئی تھی مورت

ہستی سے نہ سرمہ سے سروکار
تھی پان سے عطر سے وہ بیزار

جنبر تھا مسی کا رنگ اظہار
ان ہونٹونپہ آہ تھی دھوان دھار

تبدیل لباس کا نہ تھا ذکر
کنگھی کی نہ چوٹی کی رہی فکر

دیکھا اُسے جسنے پیشتر تھا
پہچان نہ سکتا تھا وہ اصلا

دیکھ جانا چیلۂ سلطانی کا وزیر بیگم کو اور بادشاہ سے تعریف کرنی اُسکے حسن وجمال کی اور غائبانہ مشتاق ہو بلانا سلطان کا اور فریفتہ ہونا اسیر

یان الفت و عشق کا بیان ہے
اسطرح قلم کی داستان ہے

کہتے ہین وہان جو حکمران تھا
صورت مین وہ غیرت بتان تھا

تھا ماہ جبین وہ زہرہ دیدار
خورشید جمال و شعلہ رخسار

تھا ماہ رخون سے شوق اُسکو
خورشید وشون سے ذوق اُسکو

خواہان بتان نازنین تھا
تھا خود بھی حسین تماشہ بین تھا

اس کام کے واسطے مقرر
کچھ لوگ علاحدہ تھے نوکر

رہتے تھے تلاش مین اُسیکی
دن رات یہ اُنکو جستجو تھی

پا جاتے جو کوئی حور دیدار
اور جانتے شاہ کے سزاوار

سلطان کے حضور مین وہ لاتے
انعام بہت کچھ اُسین پاتے

منجملہ اُنھین کے احتیاطاً
اک شخص اُدھر بھی اتفاقاً

اُنکلا وہ جس جگہ تھی ٹھہری
اور اُسنے جو بام پر نظر کی

کیا دیکھتا ہے کہ اک پریرو
بیٹھی ہے اداسے کھولے گیسو

اک چاند سا منہ چمک رہا ہے
کندن کی طرح دمک رہا ہے

چہرے سے برس رہا ہے اک نور
روشن ہے مثال شمع کافور

ہر چند بناؤ کا جو حق تھا
تھا ہوش کسے سنوارنے کا

لیکن کہین حسن بھی چھپا ہے
اعجوبہ یہ شان کبریا ہے

دیکھا جو اُسے تو اُڑگئے ہوش
غش کھاکے گرا وہ ہوکے بیہوش

فی الجملہ جب اُسکو ہوش آیا
پھولا نہین جامہ مین سمایا

کہنے لگا آج مجکو واللہ
طالع نے مرے یہ کی رسائی
پہرے پہ سپاہی تھا جو بیٹھا
بولا وہ کہ ہی یہ حسن بانی
سلطان کو قدر دان سُنا ہی
یہ سُنکے وہ دل مین شاد ہوکر
پھر قفل دہن کو اُسنے کھولا
اور ہون اسی کام پر مقدر
گر آپکی ہو مجھے اجازت
اسطرح سے بولا پھر سپاہی
بیگم کے حضور مین وہ آیا
کی عرض یہ اُسنے سر جھکاکر
بندو نہین ہی درج نام میرا
بیچا تا ہون روبرو سلطان
جب آپکے حسن پر نظر کی
سینے جو ہی بادشہ یہان کا
دیکھے گا حضور کو جو سلطان
دیکھے گا یہ چاند سی جو صورت
مجکو بھی حضور کی بدولت
اسوقت وزاسی کر کے تکلیف
طالع کی رسائی اپنے جانی
پوچھا اُسے پاس پھر بٹھاکر
مطلب یہ ہی یہان جو مین آیا
معمولی نہین ہی شان میری
جو میری طرف نظر اُٹھائے

انعام ملیگا حسب دلخواہ
قسمت نے مجھے اسطرف کو لائی
پاس اُسکے گیا اور اُس سے پوچھا
اور جانب شرق سے ہو آئی
قصد اسلیے اسطرف کیا ہی
کہنے لگا وا ورے مقدر
اسطرح سپاہی سے وہ بولا
اس قسم کے لوگون کو نظر کر
اندر کی جو دو مجھے اجازت
جانے کی نہین تمہین منا ہی
آداب کے ساتھ سر جھکایا
سلطان کا یہان کے ہو نہین جاکر
اور ہی یہ حضور کام میرا
پاتا ہو نہین دولتِ فراوان
قابو مین نہین رہا مرا جی
اس قسم کے لوگون کا ہی جو یا
جی جان کریگا اپنا قربان
ہو ئینگی سفید صاف رنگت
ہاتھ آئینگی دولت اور عزت
لیجلیے حضور شہ مین تشریف
کی اُسنے بہت سی مہربانی
سلطان کے حال کو سراسر
ہو شہ کے حضور تک رسائی
بندی ہون مگر نہ ہر کسی کی
یا دل مین کچھ اور اپنے لائے

سلطان سے یہ حال جب کہونگا
مقسوم کا اب ستارا چمکا
ہی کون یہ آئی ہی کہان سے
رہتی ہی جہان یہ غیرت حور
آئی ہی سمجھ کے اپنی بہبود
جس امر کی مین تلاش مین تھا
سلطان کا خاص ہون مین چیلا
پاتا ہون جہان مین ایسے انسان
تو پاس مین اُس صنم کے جاؤن
جب اُسنے کیا یہ اذن حاصل
بیگم نے بہ لطف اُس سے پوچھا
ارباب نشاط کا ہون ناظر
سب شہر مین کرتا ہو نہین جاکر
اس سمت کا آج تھا جو جگر
اسواسطے یان ہوا مین حاضر
دل سے مجھے اسطرح یقین ہی
صورت کا فریفتہ بنیگا
دیوانہ بنیگا کاکلون کا
ہمراہ جو اپنے لیجلونگا
شکر یہ حقیقت اُس سے بیگم
کہنے لگی شکر ہی خدایا
پھر اُس سے یہ آشتی یہ بولی
لیکن تجھے گرچہ ہی حضوری
سلطان و وزیر کے علاوہ
تو آج یہان جو آگیا ہی

من مانتی مین مراد لونگا
دیکھا جو جمال اس صنم کا
کیا اسکو ہی مدعا یہان سے
وہ ملک یہان سے ہی بہت دور
سلطان کی ملازمت ہی مقصود
وہ خود بخود آج پیش آیا
پھرتا ہو نہین ہر جگہ اکیلا
پہونچاتا ہون بس حضور سلطان
کچھ پوچھ کے حال واپس آؤن
فی الفور ہوا محل مین داخل
کیون آیا ہی تیری ہی غرض کیا
تنہائی مین رہتا ہو نہین خاطر
پاتا ہون جو کوئی حور پیکر
لے آیا مجھے ادھر مقدر
خدمت مین کرون مین حال ظاہر
شک اسمین کسیطرح نہین ہی
اس حسن کا شیفتہ بنیگا
آشفتہ بنیگا گیسوؤن کا
ہو جائیگا میرا حسن مجرا
بس ہوگئی دل مین شاد و خرم
اچھا یہ ذریعہ ہاتھ آیا
اسطرح زبان اپنی کھولی
اتنا بھی ہی جانا ضروری
ہرگز نہین کسیکا رتبہ
اسواسطے میرا مدعا ہی

Digitized by Google

بنما تو مرے لیے ذریعہ
پاؤنگی جو مدعا مین جی کا
پہلے تو ہمارا ذکر کروان
اُسوقت چلونگی تیرے ہمراہ
بیگم نے کنیز کو پکارا
لونڈی نے یہ اُسکا حکم پاکر
زر پاسکے ہوا مرید اُسکا
اکبارگی جو اٹھا لی گیا زر
جو رو سے کہا کہ بیٹھی ہی کیا
وہ بھی اُسے دیکھکر یہ پھولی
لاکھون ہی کیے پھر اُسنے سجدے
القصہ وہ گھر کے گئی مین زر کو
کیا اُنکی کرون حضور تعریف
ایسا ہی وہ اپنے حسن مین فرد
جتنی کہ یہ بیگمین ہین یکسر
ایسا نہین ہر کسی مین جوبن
حسرت سے نہ ہوگی خواب مین بھی
دیکھا ہی جو مین نے طور اُسکا
شہزادی ہے مرد بھی کمین کی
ناصح اُسکے مین سر ہی گیا تھا
حضرت بھی کرینگے دیکھکر غش
مطلق نہین کچھ تمیز تجکو
پاگل تو نہین تو ہو گیا ہی
بولا وہ کہ اے غریب پرور
ازبسکہ وہ موسم خزان ہی

ہو جا مرے واسطے وسیلہ
منھ بھر اکرونگی خوب میٹھا
اور دیکھ کہ کیا ہی رنگ سلطان
بیشک مین ضرور تم بانتی
جب آئی تو یہ کیا اشارا
فوراً اُسنے اُسکے دیدیا زر
اور بندہ زر خرید اُسکا
آپے سے ہوا وہ اپنے باہر
کر شکر کہ کھل گیا نصیبا
سلطان کی بخششون کو بھولی
بولی کہ فدا مین تیرے صدقے
آیا بحضور شہ جنہر کو
ہو سکتی نہین ہی مجھسے توصیف
ہی شمس و قمر کا جس سے منھ زرد
ہین اُسکی کنیز کے برابر
وہ غیرت گل ہی رشک گلشن
اسطرح کی ماہ چہرہ دیکھی
اور دل مین کیا ہی غور اُسکا
کیا جانیے کیون بنی ہی کسبی
انعام و یا ہمزار سنگا
قدرت یہ خدا کی کرکے اس طرح
جان اپنی نہین عزیز تجکو
کیا عقل کو کھو کے بکتے ہو ہی
ملنے آؤ نگا صبح کو مین جاکر
آتی بھی تو تاب اُسے نہین ہی

کر شہ کے حضور مین گزارش
اسوقت ہون حاضر اسکے قاصر
منظور جو شہ کو ہو ملانا
بولا وہ کہ جیسی مرضی تیری
والی سے ہماری مانگ کرلے
زر اُسنے عجب استقدر کمایا
پھر عطر مٹھائی پان دیکے
یون گھر کی طرف چلا اکڑتا
زر دیکھ مین کسقدر رہون لایا
کہنے لگی شکر ہی خدایا
قسمت تھی بھلا کبھی ایسی میری
کی عرض کہ اے غریب پرور
کرتا مین نہین ذرا بناوٹ
تھوڑے ہی کیے جو اُسکو تھرائے
گو خلق مین اور بھی حسین ہین
بامقدرو ناز مین ہی جیسی
مین نے تو اُسے ہی جب سے دیکھا
میری تو سمجھ مین ہی یہ آتا
کیون چھوڑا ہی اپنے دیس اپنا
اور مجکو حضور یہ یقین ہی
باطن مین تو مجھسے خوش ہوا دل
کسطرح کا بک رہا ہی واہی
ایسا اُسے گر حسین سمجھا پایا
اسوقت بہت تھکی ہوئی تھی
یان کب بھی نہین جو آسکی وہ

گر آمری پہلے تو سفارش
ہو سکتی نہین ہون آج حاضر
تو صبح کو میرے پاس آنا
کچھ کہ سکون کیا مجال میری
تو دیدے اسے اک ہزار سکے
پھولا نہین جامہ مین سمایا
رخصت اُسے کردیا وہان سے
دیکھا نہ زمین پا ؤن پڑتا
رازق نے مرے مجھے دلایا
امید غدا غرض زر مجھے دلایا
بخشش ہی مگر یہ صرف تیری
اُسکا دیکھا ہی آج مین نے دلبر
اس شکل پہ کیا کہون سجاوٹ
اور بدر بھی دل پہ داغ کھائے
خورشید رخ و قمر جبین ہین
ہوگی نہ پری نہ حور ایسی
واللہ نہین حواس برجا
اور دل مین یہ میرے ہی سماتا
کیون بدلا ہی اپنے بھیس اپنا
شک اسمین کسیطرح نہین ہی
ظاہر مین کہا کہ تو ہی جاہل
شامت تو تری نہین کچھ آئی
بنا تھا اُسکو یہان تو کیونکہ لایا
حاضر وہ حضور ورنہ ہوتی
مجبور سی ہو کے رہ گئی وہ

اسوقت بہت افسردہ دل تھی
اک تیر سا لگ گیا جو دل پر
سلطان نے کہا کہ جلد تو جا
او دل تو کیا سلام اسکو
بہتر ہو کہ آپ جلد چلیے
عشق اپنا تو کام کر گیا ہی
اک لونڈی کو لیکے اردابین
تھی آپکو وہ کیے ہوئے خاک
اسطرح وہ روبرو گئی جب
مژگان نے لگائی اک کٹاری
کاکل نے کمند پھر سنبھالی
شہباز نظر جو اسنے چھوڑا
جی دیکھکے اسکو سنسنایا
سوچا کہ یہ ہی عجب تماشا
جب اپنے قریب اسے بٹھایا
کچھ حال کہو تو اپنا جانان
کیسا ہی مزاج حال کیا ہی
جبتک رہے آسمان کو چکر
بہتا رہے تا زمین پہ پانی
جبتک رخ یار مین ضیا ہو
محبوبون کی طبع مین جفا ہو
پڑتی رہے تا گلون پہ شبنم
بعد اسکے کہا بہت ادب سے
ہون میں ایسی بارگہ کی لونڈی
پہچانا نہین حضور نے گو

اور کسل سفر سے مضمحل تھی
وہ رات کٹی تڑپ تڑپ کر
اُس شنک پری کو ساتھ لیکے
پیغام شہ کا دیا پیام اسکو
اور شاہ کے حال کو بتلیے
بے دیکھے وہ تمہیں مر گیا ہی
اور ہوکے سوار پالکی مین
بدلی کئی دن سے تھی نہ پوشاک
اور آکے کھڑی ہوئی مؤدب
ابرو نے جگر پہ تیغ ماری
گیسو نے گلے مین پھانسی ڈالی
سلطان کا مرغ دل مروڑا
ہر عضو بدن پہ رعشہ چھایا
رنڈی کے اسکو کوئی جاشا
تب دل کو کچھ اسکے چین آیا
کسطرح عیان ہوا ہی آنا
کیا آنے سے یان کے مدعا ہی
جبتک ہین مہر و مہ فلک پر
جبتک ہے بحر کو روانی
آئینہ کے جرم مین صفا ہو
عشاق مین شیوہ وفا ہو
یا رب رہے سلطنت یہ قائم
اقبال حضور کے سبب سے
ادنی سی کنیز ہون یہان کی
پر جانتے ہین حضور مجھکو

شب ہجر کا حضور صبر کیجے
جسوقت کہ مرغ صبح بولا
یہ سنتے ہی جلد یان وہان سے
یون اُس سے کہا کہ اے پریزاد
جسوقت سے آپکو سنا ہی
یہ سنکے خدا کا شکر کرکے
پہونچی بحضور شاہ والا
کپڑے تھے تمام اسکے میلے
سلطان کی نظر پڑی جو اسپر
شمشیر نگہ نے کرکے گھائل
غمزہ نے ادھر لگائی اک چوٹ
صورت کا یہ رعب دل پہ چھایا
عقل اسکی جو ہوگئی اُڑنچھو
میرا تو تمام ہوگیا کام
پھر حد سے زیادہ کرکے شفقت
رہتی ہو کہان کدھر ہی وہ دیس
کی اسنے دعا یہ ہاتھ اٹھا کر
قائم رہین جب تلک جمادات
شمشیر مین تا ہلال ہی برش
ٹھوڑی مین حسینون کی ہو لطافت
جبتک ہین آسمان پہ تارے
حضرت کو رکھے خدا سلامت
جیتی ہون حضور کی دعا مین
میری تو قدیم ہی یہ سرکار
صورت سے تو لگ گئی تھی اک چوٹ

اور صبح کو آستان پہ لیجے
اور نور نے پردہ منھ سے سرکا
آپہونچا حضور اُس پری کے
سلطان نے کیا ہی آپکو یاد
یہ مچھلی کی طرح تڑپ رہا ہی
اُٹھی وہ جگر پہ ہاتھ دھرکے
اور جاکے کیا ادب سے مجرا
تھے بال بھی گیسوون کے الجھے
بس لگ گیا دل پہ ایک خنجر
تڑپا یا برنگ مرغ بسمل
عشوہ نے اُدھر سے کر دیا لوٹ
اندام تمام تھرتھرایا
دل بر نہ رہا کچھ اسکا قابو
کیا دیکھیے ہوئے اسکا انجام
کہنے لگا از رہ محبت
بدلا ہی یہ تونے کسلیے بھیس
اے میرے کریم رب اکبر
اُگتے رہین جب تلک نباتات
ابروے بتان مین تا ہی جنبش
غبغب مین ہو سیب کی نزاکت
جبتک ہین برق مین شرارے
با دولت و جاہ و فتح و نصرت
ہی لشکر جناب کبریا مین
مدت کی کنیز ہون نمک خوار
تقریر سنی تو جی ہوا لوٹ

Digitized by Google

طالب وصال ہونا پادشاہ کا اور عذر خواہ ہونا وزیر بیگم کا اور چھہ دن کی مہلت حاصل کرنا

اب وصل صنم کی داستان ہی ۔ گانا ہی کے سوال بر زبان ہی
کہنے لگا اک ذرا سا گاؤ ۔ مشتاق ہین کچھ ہمین سناؤ
کی عرض ہو مرضی جیسی کی ۔ حاضر ہی حضور مین یہ لونڈی
لیکن یہ ہی التماس سنیے ۔ برجا ہی نہین خواص لسنیے
آتی ہون چلی مین منزلون کی ۔ بے چین ہو نہین بہت سے دنون کی
واللہ نہ بن سکیگا کچھ بھی ۔ آواز نہ میری چل سکیگی
یہ سنکے کہا کرو نہ تکلیف ۔ تمکو کسی طرح ہو نہ تکلیف
خواہان وصال بھی پادشاہ ۔ کی عرض کہ ای حضور واللہ
لونڈی کو ہی شوق خود زیادہ ۔ لایا ہی مجھے یہی ارادہ
بالفعل مگر ہون سخت مجبور ۔ کچھ روز کے واسطے ہون معذور
بے فصل مقام ہون مین آئی ۔ رگ رگ مین تکان ہی سمائی
اسواسطے ایکدیو نعمت ۔ چھہ دن کی مین چاہتی ہون مہلت
آجائیگی اتنے دن مین چستی ۔ ہو جائیگی رفع ساری سستی
کل راگ سناؤنگی مین لیکن ۔ آ جاؤنگی حضور ساتوین دن
حاصل بھی کرونگی دولت وصل ۔ چھہ دن کا حضور کچھ نہین فصل
خود مجکو وصال کی طلب ہی ۔ بے وصل حضور چین کب ہی
تھا اسکو زبسکہ چاہتا جی ۔ منظور رکھی شہ کو خاطر اسکی
فرمایا کہ کیا مضائقہ ہی ۔ جی تیرا نہین جو چاہتا ہی
تقریر تری بہت ہی معقول ۔ ہم کرتے ہین تیرا عذر مقبول
واللہ ہمین نہین گوارا ۔ تکلیف تری کبھی دل آرا
تسلیم کی اسنے سر جھکا کر ۔ پھر بولی کہ ای غریب پرور
لونڈی پہ ہی آپکی عنایت ۔ اللہ رکھے تمھین سلامت
اب مجکو ملے اگر اجازت ۔ اسوقت مین ہون یہانسے رخصت
حاصل کرون پایبوس کل پھر ۔ یعنی اسیوقت کل ہون حاضر
یہ حکم ہوا کہ خیر جاؤ ۔ لیکن اسیوقت کل پھر آؤ
گو دل کی نہین ہوئی ہی سیری ۔ منظور مگر خوشی ہی تیری
پھر اسکو کیا وہانسے رخصت ۔ چیلے کو ہوا یہ حکم حضرت
لینے کہ تو اسکے ساتھ جا کر ۔ پہونچا دے اسے فرودگہ پر
وہ ماہ اٹھی جب اس جگہ سے ۔ ہمراہ وہ آیا اس پری کے
جب اپنے مکان پر وہ پہونچی ۔ چیلے سے ہوئی بہت سی راضی
انعام جو کچھ ملا تھا شہ سے ۔ جو زر کہ عطا ہوا تھا شہ سے
چیلہ کے حوالہ کر دیا سب ۔ انعام مین اسکو دیدیا سب
جب اسکے گیا وہانسے رخصت ۔ اندوہ بس وہ ہوا رہین منت
بیگم کو تھا شہ نے جب سے دیکھا ۔ قابو مین رہا تھا جی نہ اسکا
جبتک وہ رہی قریب بیٹھی ۔ فی الجملہ رہی اسے تسلی
جسوقت کہ وہ وہانسے اٹھکر ۔ رخصت ہو چلی فرودگہ پر
جاتا رہا صبر و ہوش شہ کا ۔ گھائل ہوا خنجر نگہ کا
اک عشق کا دل پہ لگ گیا تیر ۔ اور ہو گیا اس پری کا نخچیر
کہنے لگا کیا ہوئی یہ آفت ۔ کیا آج ہی میرے دل کی حالت
کیون آج مرا ہی جی تڑپتا ۔ کیون میرا کلیجہ ہی پھڑکتا
کیون آج نہین ہی جان مین جان ۔ کیون آج بجا نہین ہین اوسان
قابو مین نہین ہی میرا جی کیون ۔ یہ آج ہی ذرا سی بیکلی کیون
کسنے مرا آج لے لیا دل ۔ کسنے مجھے کر دیا ہی گھائل
القصہ اسیطرح وہ شیدا ۔ بیتابی دل سے بک رہا تھا
جیلا رہے الغرض تھا مگر دن ۔ بیچینی کے ساتھ کٹ گیا دن

گانا وزیر بیگم کا دوسرے دن دربار سلطانی مین اور بیقرار ہونا پادشاہ کا مع

حاضرین کے اُسکا راگ سُنکر

اب راگ کا اسکے یہ بیان ہے
یون مطرب خامہ نغمہ خوان ہے
سلطان کے حواس ہوگئے ٹھیک
پہلو مین بٹھایا اپنے نزدیک
کچھ کل سے تو آج جی ہے اچھا
اور آئے ہین کچھ حواس بر جا
دل میرا تو کر چکی ہو غارت
ہوگی تمھین کسطرح نہ راحت
یہ سُنکے وہ کافر اک ادا سے
چُپ ہوگئی جی مین مُسکرا کے
اس بات کو جانتا ہے اللہ
تھا دل مین مرے جو رنج جانکاہ
صرف آپکے ملنے کی دعا تھی
درگاہ خدا مین التجا تھی
اللہ کی چاہیے عنایت
اور آپکی اے حضور شفقت
لایا ہے مجھے یہان جو مقسوم
ہرگز نہ ہونگی اب مین محروم
کی عرض کنیز اب ہے گاتی
کچھ راگ حضور کو سناتی
گانا نہ تھا تھا وہ ایک جادو
دل ہوگیا وان ہر اک کا لٹو
دم بھرنے لگے سب اُس پری کا
قابو مین رہا نہ دل کسی کا
کہتا تھا وزیر سے ادھر آ
تسکین ہماری کچھ تو کر جا
خدام نے جب یہ رنگ دیکھا
مختار کو وان بے ڈھنگ دیکھا
فی الجملہ جب انکو آگیا ہوش
سب کر گئے آپکو فراموش
محفل کو بنا کے نیم بسمل
رخصت ہوئی پھر وہانسے قاتل
کر کرکے نئی ادائین پیدا
سلطان کو بنایا اپنا شیدا
کچھ کام رہا نہ سلطنت سے

جب وہ سحر کون ہوئی وہ کافر
دربار شہنشہی مین حاضر
کی لطف سے پھر مزاج پرسی
بولی وہ کہ جیتی ہے یہ لونڈی
سلطان نے کہا یہ اُس سے ہنسکر
اچھا ہوا جی تمھارا کیونکر
آشفتہ کیے حواس میرے
ہون کیون نہ بجا حواس تیرے
کچھ دیر کے بعد عرض یون کی
قربان حضور پر ہے لونڈی
کیا کیا مجھے غم ستا رہا ہے
کیا کیا مرے جی مین آرہا ہے
اندیشہ نہین ہے کچھ مجھے اب
حاصل مرا ہوگا جلد مطلب
حضرت نے اگر ذرا بھی چاہا
کچھ بات بڑی نہین ہے شاہا
پھر شہ نے کہا ہے کیا ارادہ
پورا تو کرو وہ کل کا وعدہ
بس کھینچ کے آہ عاشقانا
جب اُسنے کیا شروع گانا
تھے جتنے کہ حاضرین محفل
قابو مین رہا نہ ایک کا دل
سلطان کا نہ ہوش کچھ بجا تھا
بسمل کی طرح تڑپ رہا تھا
باقی نہ رہے کسی مین جب ہوش
بس ہوگئی وہ صنم بھی خاموش
پھر اُسکا علاج یہ نکالا
چھڑکا اُنپر گلاب لا لا
کی سب نے باتفاق تعریف
بیگم کی کمال درجہ توصیف
آیا کی اسیطرح سے ہر روز
گایا کی اسیطرح سے ہر روز
دربار مین شاہ جبکہ آتا
اک کام مین بھی نہ جی لگاتا
پھرتے رہنے لگے اسی کے

آنا وزیر اعظم کا الصاف نگر مین اور ملاقات کرنی وزیر بیگم سے اور سُنانا اپنی داستان کا وزیر بیگم کو رنڈی سمجھکے اور شب بھر اُسکے پاس رہکر رخصت ہونا

محبوبون کے وصل کا بیان ہے
شادی سے قلم کی داستان ہے
بیگم یہی کہتی تھی کہ یارب
نکلیگا یہ کسطرح سے مطلب
کیا دیکھتی ہے وہ غم کی ماری
دروازے پہ آئی اک سواری
کرتے ہی نگاہ دل ابھر آیا
کہنے لگی شکر ہے خدایا

جب ہوگیا عرصہ پانچ دن کا
اور وعدہ قریب آگے پہونچا
کوٹھے پہ وہ شام کو تھی بیٹھی
اللہ کو یاد کر رہی تھی
بیگم نے بغور اُسکو دیکھا
پہچانا کہ ہے وزیر میرا
پھر تو نے دکھایا اک نظر بھر
اب دیکھیے کھائے کیا مقدر

دروازہ پہ پالکی جب آئی — کوٹھے کی طرف نظر اُٹھائی
کیا دیکھتا ہے وہ غم کا مارا — اک غرفہ میں بیٹھی ہے دل آرا

کھولے ہوئے گیسوئے پریشان — ظلمت میں مثال ماہ تابان
پژمردہ سی آپکو بنائے — بیٹھی ہے خدا سے لو لگائے

پہرے کا سپاہی تھا جو اُس جا — تلوار لیے ٹہل رہا تھا
بولا یہ وزیر اے سپاہی — یہ کون ہے اور کہانسے آئی

بولا وہ کہ ہے یہ ایک کسبی — کچھ روز سے ہے یہ یہاں ٹھہری
یہ سنکے وزیر دل میں سوچا — پرسوں تو ضرور میں مرونگا

آج اس سے ہی چاہیے کہ مل لون — اک رات کو تو مزے سے کاٹون
یہ سمجھ کے اُترا اُس جگہ پر — داخل ہوا پھر محل کے اندر

بیگم نے نگاہ جو اُدھر کی — اور اپنے وزیر پر نظر کی
کوٹھے سے اُتر کے فوراً آئی — کی اُسکی ادب سے پیشوائی

پھر اُسکو بصد ہزار تکریم — کرسی پہ بٹھایا کرکے تعظیم
پوچھا کہ ہے رنگ آج کیسا — فرمائیے ہے مزاج کیسا

کچھ کہیے تو اسکی وجہ کیا ہے — چہرے پہ غبار چھا رہا ہے
ہے کیسی مزاج پر کدورت — یہ کیسی بنا رکھی ہے صورت

چہرہ ہے غمین ہراس کیون ہے — دل آپکا یہ اُداس کیون ہے
کسواسطے ہو رہے ہو غمناک — بدلی نہیں کسلیے یہ پوشاک

تر چشم ہے اور خشک لب ہے — کہیے تو حضور کیا سبب ہے
کہنے لگا کچھ نہیں ہے بی بی — اللہ کی جسطرح کی مرضی

پھر اُسنے کیا بہت سا اصرار — یعنے مجھے کیجیے خبردار
بولا وہ کہ کیا بتاؤن کیا ہے — اعمال کی ہے جو کچھ سزا ہے

اس ملک کا ہون وزیر اعظم — سلطان کا ہون مشیر اعظم
بیگم کو تھا پارسا سمجھتا — عصمت پہ وثوق اُسکی رکھتا

الفت مجھے اُس سے تھی نہایت — تھا اُسکو میں چاہتا نہایت
دربار میں ایکدن تھا چرچا — عصمت کا بیان ہو رہا تھا

شامت نے مری جو مجکو گھیرا — مقسوم پلٹ گیا جو میرا
بیگم کی لگا میں کرنے تعریف — کی حد سے زیادہ اُسکی توصیف

فرمایا یہ بادشہ نے اُسدم — ویسی تو نہو گی تیری بیگم
بیگم پہ مگر مجھے یقین تھا — اس طور کبھی گمان نہین تھا

سلطان کی کھا گیا میں سوگند — اور اُس سے کہا کہ اے خداوند
بیگم مری بسکہ پارسا ہے — باعصمت و ورع و باحیا ہے

منظور تھی شہ کو اوسکی توضیح — کی خوب طرح سے اُسکی تنقیح
بعد اُسکے گیا وزیر بدگر — اور جاکے رہا مرے مکان پر

بیگم نے کی اُس سے آشنائی — سب خاک میں آبرو ملائی
میرا نہ کیا ہراس کچھ بھی — حرمت کا کیا نہ پاس کچھ بھی

باعیش و نشاط کامرانی — رسوائی کی خاک اُسنے چھانی
رکھا اُسے پاس چھ مہینے — روکا نہ اس امر سے کسی نے

جب اُسکو کیا وہانسے رخصت — دی آنے کے واسطے اجازت
اُسوقت براہ مہربانی — پستول کی دی اُسے نشانی

جب اُسکو یہان وزیر لایا — دربار میں بادشہ کے آیا
سلطان کے روبرو وہ دھر دی — اور ساری حقیقت عرض کر دی

پھر مجکو بلا کے شہ نے پوچھا — اب بول کہ ہے تری سزا کیا
یہ دیکھ کے میرے اُڑ گئے ہوش — کچھ کہہ نہ سکا ہوا میں خاموش

جلادون کو پھر بلا کے فوراً — یہ حکم دیا کہ مارو گردن
اک کام کی تھی مجھے ضرورت — اک ہفتہ کی لیکے شہ سے مہلت

گھر جاکے وہ کام بھی کر آیا — اب مرنے کے واسطے ہون آیا
چھ دن کا گذر چکا ہے عرصہ — باقی ہے اب ایکدن کا وقفہ

یہ سنکے ملول ہوکے ازبس — کہنے لگی اسطرح وہ بیکس
اللہ بچائے آپکی جان — مر جاؤن مین تم پہ ہوکے قربان

حیرت ہی مگر مجھے اسی کی — کیا آپکی عقل اُڑ گئی تھی
عورات کی ذات بیوفا ہی — سر پانؤن نہ انکی بات کا ہی
مطلق نہین یہ اتنی ہی انہین — سب جانتے ہین کجی ہی انہین
افسوس نہ کیجیے اب اسکا — اللہ جو چاہیگا وہ ہوگا
تو غسل کرو بدل لو پوشاک — اس رنج و الم پہ ڈالدو خاک
یعنی انہین خوب حل سے نہلاؤ — پوشاک جو ساتھ ہی وہ پہناؤ
اُسوقت ہوا وزیر اعظم — پوشاک پہن کے شاد و خرم
بیگم نے طعام بھیج منگایا — دونون نے بالاتفاق کھایا
یہ دن جو دکھایا پھر خدا نے — عشرت کے جلسے کار جانے
بیگم کو تو کچھ نہ تھا تکلف — جا بیٹھی وہان بلاتکلف
اُس رات کو سوئی ہو لپٹ کر — اور وقت نماز صبح اُٹھکر
بیگم نے کنیز کو پکارا — جب آئی تو یون کیا اشارا
دوڑی وہ یہ سنکے شاد و فرحان — حاضر کیا کاغذ اور قلمدان
جو کچھ کہ تھا اُسکا نقد املاک — از قسم جواہرات و پوشاک
کر دستخط اپنا وہ قبالہ — محبوب کے اُسکے کر دیا حوالہ
بس کر دیا اُسکو چاک فوراً — اور کہنے لگی کہ مشفق من
پر ایسا نہین ہون مال لیتی — سر پر مین نہین وبال لیتی
شادی و طرب کے بیچ ہمکو — کیا رنج و الم سے کام ہمکو
پھر آپ سے لینگے ہم بھی کچھ — لیکن نہین لینے کی ابھی کچھ
لکھکر اُسے پھیر دیا دوبارا — اور کہنے لگا کہ ای دل آرا
بہتر ہی اسے قبول کر لو — اسوقت یہ رنج دو نہ دیکھو
زنہار نہ لونگی مین تو واللہ — کچھ مجھکو نہین ہی مال کی چاہ
پھر جتنا تمھارا مال ہوگا — سب میرے لیے حلال ہوگا
یہ کہکے اور اُسپہ ڈال کر خاک — یا اُسنے دبا کے کر دیا چاک
پھر وانسے وزیر رو کے اُٹھا — گنجینۂ عقل کھو کے اُٹھا

کیون آپ نے اصلاح کی کی بات — اتنی بھی سمجھ نہ آئی ہیہات
مشہور ہی انکی بیوفائی — معروف ہی انکی کج ادائی
موقع نہین خیر اب یہ ہا ہی — ہونا تھا جو کچھ وہ ہو چکا ہی
اب اپنے خدا سے لو لگاؤ — اور آج کی شب مزے اُڑاؤ
بعد اُسکے کنیزون کو پکارا — اور اُنکو یہ کر دیا اشارا
یہ سنکے انھین وہ چست چالاک — نہلا کے دُھلا کے لائین پوشاک
بعد اُسکے وہ دونون مسکرائے — خاطر سے تمام غم بھلائے
جسوقت جو لونڈیون نے پایا — سامان طرب وہان جمایا
بچھوائے پلنگ بھی برابر — اور اُنپہ گئے وہ دونون مضطر
ہوتا اُسے کچھ حجاب کیونکر — اپنا وہ تو جانتی تھی شوہر
بولا یہ وزیر پھر کہ جانان — منگوائیے کاغذ اور قلمدان
ارشاد حضور کو بجا لا — مطلوب جو ہی وہ جلد اُٹھالا
دستور نے پھر قلم اُٹھایا — ہر چیز کو فرد فرد لکھا
بیگم کو ہبہ وہ کر دیا سب — معشوقہ کے نام لکھدیا سب
جب اُسنے پڑھا تمام مضمون — دل اُسکا الم سے ہو گیا خون
ہر چند مین ہون حضور کیسی — کہنے کو تو ہون ضرور کیسی
ارباب نشاط ہم ہین حضرت — رکھتے ہین غم و الم سے نفرت
ہان آپکو گر خدا بچائے — اور ہمکو خوشی کا دن دکھائے
اللہ رکھے تمھین سلامت — مت دو مجھے اسقدر ندامت
جاؤنگا ضرور کل مین ہارا — کیا ہوگا بھلا یہ مال سارا
پھر کر دیا اُسنے صاف انکار — بولی تمھین کیا ہوا ہی سرکار
اللہ یہ رحم تم پہ فرمائے — ایسا کرے حسین جان بچا کے
چھوڑونگی نہ تا بہ زیست پیچھا — کتنا نہ مجھے ملال دیجیے گا
بیگم نے وہ لیکے جب قبالا — افسوس کے ساتھ پھاڑ ڈالا
سر تا بقدم قتیل حسرت — بیگم سے ہوا وزیر رخصت

Digitized by Google

بیگم نے کہا خدا نگہبان	اللہ ہر جان کا نگہبان	پھر رو کے کہا کہ تو سدھارو	اور تیغ الم سے ہمکو مارو
اللہ کو سونپتی ہون تمکو	حامی وہ تمھارا ہر جگہ ہو	پھر مجھسے خدا تمھین ملائے	صورت تری پھر مجھے دکھائے
اک آنکھ ادھر اک آسمان پر			خاطر مین الم غزل زبان پر

غزل

کی چرخ عجب بہار تونے	اک غم کے لیے ہزار تونے	کیون برین مرے پھپھولے کانٹے	اے خاطر بیقرار تونے
کیون جان پر اب بنا رکھی ہے	اے موت کے انتظار تونے	بن آئے مرین دیا نہ یارب	اتنا بھی تو اختیار تونے
جس بزم مین عزتین یقین پائین	اُسمین ہی کیا ہے خوار تونے	سینہ مین جگہ نہ تھی کہ اے صبر	یون دل سے کیا فرار تونے
اے صبح شب وصال آخر	کیا دن کیے آشکار تونے	اے مرگ نہ آئی وقت رخصت	کھویا مرا اعتبار تونے
اے کاش نہ تجھے آ کے تھا	مارا مجھے تونے یار تونے	ہمکو ہی دیے داغہائے رخصت	جاتے ہوئے یادگار تونے
	درمان مرے درد کا کیا کیا	اے احقر غمگسار تونے	
شب بھر رہے گرچہ دونون باہم	یعنی وہ وزیر اور بیگم یعنی کہ یہ ہے ہماری بیگم	گو اُسکا رفیق تھا پرانا رنڈی یہ نہین ہے پیاری بیگم	لیکن یہ وزیر نے نہ جانا

بیتاب ہونا وزیر بیگم کا فراق شوہر مین اور خدا سے دعا مانگ کر سنگار کرنا

بیتابی دل کا اب بیان ہے	کا خدا یہ مرا الم تپان ہے	القصہ وزیر جب سدھارا	جی مار کے رہ گئی دل آرا
معروف ہوئی وہ پھر فغان مین	رو رو کے جناب کبریا مین	کہنے لگی اسطرح وہ مضطر	یارب مرے حال پر نظر کر
کیا گھیرے ہوئے ہے مجکو آفت	کیا مجھپہ گذرتی ہے قیامت	کس رنج مین مبتلا ہوئی ہون	خاوند سے مین جدا ہوئی ہون
پھر اُس سے ملون یہ کب یقین ہے	بچنے کی امید اب نہین ہے	ہے کشتی صبر کی تباہی	یہ وقت مدد کا ہے الٰہی
مجکو ترا آسرا بڑا ہے	کشتی کا مری تو نا خدا ہے	گو ڈوب چکی ہے میری کشتی	دیر اسمین نہین ہے جو کچھ بھی
بے طرح یہ کھا رہی ہے چکر	اور پڑ گئی ہے بھنور کے اندر	مرنے مین نہین رہا ہے کچھ اب	پیمانۂ عمر ہے لبالب
قدرت مجھے اے خدا دکھا دے	بیڑا مرا پار یہ لگا دے	ہے مجکو بھروسا صرف تیرا	ہے تیرے بغیر کون میرا
تو جانتا ہے مری حقیقت	ہے تجھپہ عیان مری مصیبت	بیگانہ و خویش ہین کشیدہ	کارد ہے باستخوان رسیدہ
کیونکر نہ دعا کو ہاتھ پھیلاؤن	یارب تجھے چھوڑ کر کدھر جاؤن	سب کچھ ہے الٰہی تجھ مین قدرت	اب ٹال دے یہ مری مصیبت
ہے چارون طرف ہجوم آلام	معلوم نہین کہ کیا ہو انجام	ہر سمت سے گھیرے ہے مجھے یاس	اک فضل کی تیرے ہے فقط آس
گو میرا مرض یہ لا دوا ہے	لیکن ترے آگے بات کیا ہے	بن جا تو طبیب آج میرا	کر بار خدا علاج میرا
گھیرے ہے مجھے یہ فوج غم کی	کر مجھپہ نگاہ تو کرم کی	اسوقت کمال ہو کے مضطر	حاضر مین ہوئی ہون تیرے در پر
مقصود کے واسطے اٹھی ہون	در پر مین قدم دیے پڑی ہون	جبتک نہ بر آئے کام میرا	دامن نہین چھوڑنے کی تیرا

Digitized by Google

جبتک نہ حصول مدعا ہو
سجدے سے اُٹھاؤنگی نہ سر کو
جبتک کہ مراد پا نہ لونگی
در سے مین ترے نہین ٹلونگی

محروم اگر مجھے اُٹھا دے
تو در کوئی دوسرا بتا دے
بندی تو الٰہی مین تری ہون
سر جا کے مین کسکے در پہ ٹیکون

یہ داغ جگر کسے دکھاؤن
اسوقت مین کسکے پاس جاؤن
جس سمت کو ہون نظر اُٹھاتی
جز تیرے نہین کسیکو پاتی

سائل تری بارگہ مین آئی ہون
اے بحر کرم مین تشنہ لب ہون
پیاسا مجھے یون نہ چھوڑ یارب
یہ آس مری نہ توڑ یارب

شوہر ہو مرا ترے حوالے
جان اُسکی تو اے خدا بچا لے
قدرت تو الٰہی تجھ مین سب ہے
کر دے مجھے شاد کیا عجب ہے

القصہ اسی طرح وہ مضطر
مصروف رہی دعا مین شب بھر
اللہ سے ایسا دل لگایا
کچھ اُسنے تمام دن نکھایا

پھر شام کو جا نماز اُٹھا کر
اور جانب خوابگاہ آکر
ہر چند یہ چاہا نیند آئے
کچھ جان حزین قرار پائے

پر دل مین جو اک الم بھرا تھا
کانٹے کی طرح کھٹک رہا تھا
کیونکر اُسے پھر قرار آتا
کس طرح سے اضطراب جاتا

لیتی رہی کروٹین پریرو
پر چین پڑا نہ ایک پہلو
آنکھون مین نہ آیا اُسکی جب خواب
گھبرا کے اُٹھی وہ ہو کے بیتاب

پھر بھی نہ اُسے جو چین آیا
دائی کو قریب تر بلایا
اور اُس سے کہا بصد ندامت
فردا نظر آتی ہے قیامت

بیطرح یہ جی مرا ہے بے کل
پڑتی نہین آج کچھ مجھے کل
ہے دل کو بلا کی بیقراری
یہ آخری رات ہے ہماری

کل رقص ہمارا صبح ہوگا
شوہر بھی ہمارا فتح ہوگا
یہ چاہتی ہون کہ غسل کر لون
پوشاک بھی اپنی یہ بدل دون

فی الجملہ سنگار بھی ہو درکار
کل جا کے کرونگی مین بھی دربار
پھر اُس سے کہا کہ ہان ادھر آ
مشاطہ مری تو آج بنجا

میرے رخ و زلف کی خبر لے
تھوڑا سا مرا سنگار کر دے
آمادہ ہوئی وہ پھر بہ تعجیل
کی حکم کی اُسکے اُسنے تعمیل

شانہ کیا زلف پر شکن مین
اک شام سی ہو گئی چمن مین
بل کھا گئی اُسکی زلف خمدار
تسخیر کیے ختا و تاتار

آراستہ کی جو زلف شب فام
قبضے مین در آیا خطۂ شام
کافر نے کچھ ایسے پیچ دیکر
لٹکا دیے گیسوے معنبر

مٹی مین ملایا مشک اذفر
غم سے ہوا خشک سنبل تر
بل زلف کے دیکے کر دیا قہر
زہریلی مین اور بھر دیا زہر

کالون نے الم سے سر جھکایا
ناگن نے بھی غم سے زہر کھایا
وہ اُسکی جبین جو تھی درخشان
کافر نے پھر اُسپہ چھڑکی افشان

اک لطف نگاہ کو دکھایا
تارون کو ہلال پر جمایا
عشاق نے جب کیے نظارے
اکبار نظر آئے چاند تارے

پھر اُسنے سنبھالی تیغ ابرو
خونریز بنالی تیغ ابرو
اسطرح لگایا اُسپہ وسمہ
باقی نہ لگا سکے جو تسمہ

اک وار مین جسکے سیکڑون دل
تڑپا کرین مثل مرغ بسمل
رخ جسکی طرف وہ اپنا کر جائے
سر پر پڑے تا کمر اُتر جائے

کانون مین بٹھائے اُسکے بالے
اک ماہ کے گرد دو تھے ہالے
بجلی جو چھپائی اُسکے اوپر
بجلی سی گرائی عاشقون پر

انداز سے لاکھون دُر چھپا کر
کان اُسکے بنا کے کان گوہر
آنکھون مین جو سرمہ پھر لگایا
شمشیر کو سان پر چڑھایا

قاتل نہین اسطرح نگاہین
کشتہ کرین دم مین جسکو چاہین
رخ اپنا وہ جسطرف کو موڑین
شہرہ نہ کبھی کسیکو چھوڑین

کردین وہ جدھر کو اک اشارا
پانی بھی نہ مانگے اُنکا مارا
جس سمت کو وہ نگہ پلٹ جائے
عشاق کی صف کی صف الٹ جائے

Digitized by Google

گالون پہ ملا پھر ایسا غازہ
ہو دیکھ کے جسکو روح تازہ
رخسار چمک اُٹھے جھکا جھک
دے شمع کو جیسے اشتعالک

رخ غازہ سے چمکا شعلہ رو کا
جسطرح بھڑک اُٹھے بھبھوکا
ہونٹون پہ جمایا جبکہ لاکھا
خون ہوگیا خلقت خدا کا

لب ہوگئے رشک مس رخشان
قبضے مین بس آگیا بدخشان
القصہ وہ جسم پاک سارا
دائی نے سلیقہ سے سنوارا

ہر بند کو موقع سے سجایا
ہر عضو کو دلربا بنایا
جو چیز جہان کہ چاہیے تھی
اسلوب کے ساتھ اُسنے سج دی

بس سر سے لگا کے اُسنے تا پا
جادو کا بنا دیا سراپا
اسطرح کی بجگئی وہ قاتل
جو دیکھ لے اسکو ہوے بسمل

انسان زمین کیطرح سے ہمدے
گرتے ہون ہوا سے جب پرندے
پھر عطر بہار خوب ملکر
پھولون کا تمام پہنا زیور

جب بجگئی اسطرح کی سفاک
گلبرگ سی پہنی اُسنے پوشاک

جانا وزیر بیگم کا دربار شاہی مین اور رقص دکھا کر بیتاب کرنا سلطان کو مع حاضرین کے اور حاضر ہونا وزیر اعظم کا اپنے وعدہ پر قتل ہونے کے لیے

اب برقع پری کی داستان ہے
یون گویا خامہ کا بیان ہے
جب نکلا فلک سے مہر انور
دائی سے کہا کہ خیر بس کر

وقت آگیا میری حاضری کا
جتنی کہ ہو دیر اب ہے بیجا
یا تو نہین ہوا جو کچھ جھمیلا
آ پہونچا بلانے کو وہ چیلا

ناگاہ نظر پڑی جو اُسپر
بس لگیا اسکو ایک چکر
غش کھاکے گرا زمین پہ بیہوش
مردہ کی طرح سے ہوکے خاموش

لونڈی نے گلاب لاکے چھڑکا
جب غش سے ہوا اُسے افاقا
بولا وہ کہ واسطے خدا کے
پس چلیے گا نہ ایسی دھج بنا کے

کیا شاہ کا چاہتی ہو مرنا
بس بس کہین یہ ستم نہ کرنا
اس وضع سے جو تمکو دیکھ لیگا
زندہ نہ کسی طرح بچیگا

ہو جائیگا اُسکا کام بالکل
پڑ جائیگا سارے ملک مین غل
کیا حسن دیا تمھین خدا نے
ہین اُسکے عجیب کارخانے

گر دیکھ لے آپکو فرشتہ
ہو آتش عشق سے برشتہ
سو جان سے اپنا دین و ایمان
زاہد کرے تمپہ دل سے قربان

اِس بات کو سُنکے مسکرا دی
باتون مین یہ بات بھی اُڑا دی
ہمجولی دلایا اسکو انعام
بعد اُسکے وہ لالہ رنگ گلندام

کر یاد خدا کو اپنے جی مین
جا بیٹھی وہ اپنی پالکی مین
پھر دلسے کہارون نے اُٹھایا
اور مثل پری اُسے اڑایا

تیز ایسے چلے وہانسے عیار
پہونچا دیا دم مین تا بدربار
دربار مین منتظر جو تھا شاہ
بیٹھا ہمہ تن تھا چشم در راہ

اتنے مین پہونچگئی جو وہ حور
ماشاء اللہ چشم بد دور
رخسار تہ نقاب چمکا
بدلی مین اک آفتاب چمکا

جب رخ کو نقاب سے نکالا
دربار مین ہوگیا اُجالا
سلطان نے جو چہرہ پہ نظر کی
پانون کی رہی خبر نہ سر کی

کہنے لگا آہ سرد بھر کے
لو ہوگئے ہم تو اک نظر کے
تقدیر سے بس نہین کسی کا
سایہ تمھے ہوگیا پری کا

اِن انکھون مین کیا بھرا ہی افسون
دم مین مجھے کر دیا جو مجنون
آگے ترے کیا ہی چیز لیلی
ادنی ہی تری کنیز لیلی

سوگند ہے گو بکٹ سکے جی کی
شیرین ترے سامنے ہی پھیکی
تو آج بنی ہی ایسی قاتل
کرتے جو ملائکہ کو مائل

یہ حسن ترا ہی یا ہی جادو
انسان ہی یا کہ ہی پری تو
وہ سادگی کیا تمھاری کم تھی
کیون تیغ یہ تمنے باندھ رکھی

Digitized by Google

تھا تمکو سنگار کب یہ درکار
کیون سنگ فشان یہ کمی تلوار
کیا یون ہی او نہین تھی سفاک
کیون بدلی ہے آج تیغ پوشاک

اب کتنون کا خون بہاؤ گی تم
کس کس کی قضا بلاؤ گی تم
یہ سنکے اگرچہ مسکرادی
پر دل کی خدا ہی کو خبر تھی

جو اسپہ قلق گذر رہے تھے
کہ سکتی نہ تھی کسی طرح سے
پھر حکم ہوا یہ اسکو شہ کا
پورا کرو آج کل کا وعدا

سنتے ہین آج کچھ سناؤ
اور رقص کی شان بھی دکھاؤ
کی عرض حضور جسکم جو ہو
انکار کی کیا مجال مجکو

مین آئی تو آج اسلیے تھی
پر حکم کی منتظر تھی بیٹھی
یہ کہکے اٹھی وہ شعلہ رخسار
بجلی ہوئی ناچنے کو تیار

گت پہلے وہ ناچی اس بلا کی
عصمت کی اور گت بنادی
گانے لگی جبکہ وہ پری رو
دل پر نہ رہا کسی کا قابو

جاتا رہا سبکا ہاتھ سے دل
دیوانہ بنی تمام محفل
وہ اسکی ادائین شوخ چنچل
وہ قتل کی چال اور وہ چھل بل

مستانہ وہ طرز اور وہ غمزہ
وہ خندۂ زیر لب وہ عشوہ
منہ پھیر کے اسکا مسکرانا
اور ہاتھ اٹھا کے وہ بتانا

انداز سے رخ کبھی چھپانا
اور ناز کے ساتھ پھر دکھانا
ہر ایک ادا کا وہ بتانا
وہ آکے قریب بیٹھ جانا

وہ ترچھی نگاہین آپس مین کی
مشتاق تھین عرض سامری کی
عصمت کو کر رہی تھین بے چین
کیا تاب تھی کوئی لے سکے چین

شوکین یون کو لائی یار کے
اشعار جو گائے اس غزل کے

غزل

گو بزم مین زمزمہ سرا ہون
مین رنج و الم مین مبتلا ہون
تقدیر نکال لائی گھر سے
پر ہوش نہین کہان ہون کیا ہون

یاد آتی ہے عشرت گذشتہ
اٹھتا وہ خیال کشمکش یا ہون
جاتی رہین سب خوشی کی گھڑیان
آوارہ ہون اور جا بجا ہون

پامال کیا مجھے فلک نے
محرومی بخت آشنا ہون
اکسیر ملے تو خاک بنجاے
دریاے الم سے آشنا ہون

قسمت نے برے دکھائے ہین دن
گرداب سا یہ پیا ہون
کرتا ہے یہ ناچنے کا چسکا
مین اپنی مراد خاک چاہون

جھیلین ہین سر پہ لاکھ صدمے
مین نور چشم ملکوکا ہون
اب تک تو بچائی میری عصمت
مین گردش بخت نارسا ہون

بے پردگیان ہین میرا پردہ
احقر ہے حق مین کچھ دعا کا
تو نیک ہے مین بھی پارسا ہون
صدقے ترے نام پر فدا ہون

سب سنکے غزل کو ہوگئے لوٹ
ہر ایک نے کھائی عشق کی چوٹ
مجبور تھے تمام اہل محفل
اور شاہ بھی مثل مرغ بسمل

عالم مین کسیکا جی نہین تھا
ہر سمت سے شور آفرین تھا
جاتا وہ نگاہ سحر کا
آتا وہ صدا سے مرحبا کا

اتنے مین وزیر اعظم آیا
تسلیم کی اور سر جھکایا
کی عرض کہ یہ بھی ننگ دربار
حاضر ہے حضور مین گنہگار

جو قتل کا سیر آج ودا
لایا ہون مطلبے ہی ارادا
یہ حکم ہوا شاہ اسقدر بیک
مت ڈال خلل ہمین مین مرد کی

گو پھرتی ہو سر پہ موت تیری
ویرانہ ... گھڑی کی
ہان ہوگئے کھڑے ایمان فرسا
کچھ تو بھی یہ دیکھ لے تماشا

دل میرا فریفتہ ہے جسکا
ہے رقص سرو نام اسکا
یہ رنگ ہے کبھی ہوگا رہی ہر
انداز و ادا بتا رہی ہے

تو دو تجھے اسکی موت صورت
کس مرتبہ ہے یہ خوب صورت
بیگم یہ بہت تھا اپنی نازان
تھا اسکے کمال کا ثنا خوان

Digitized by Google

اب کہ کہ وہ ہی حسین یا یہ
اور وہ ہی قمر جبین یا یہ

لیکن یہ ہی التماس شاہا
بیگم کا ہی جبسے رقص دیکھا

یان ناچتی ہین بہت پریرو
اور گاتی ہین یان بہت ہمن جو

لیکن یہ جو ہی پری شمائل
بیگم کے ضرور ہو مقابل

فرمایا کہ پورا ہی تو دعوی کا
کتنا سے تجھے پاس ہی عزت کا

یہ سنکے وہ رنج و غم کا ہمدوش
بس رہ گیا بیبسی سے خاموش

کی عرض کہ ای خدیو نعمت
قطعاً مجھے جو ملے ہی نفرت

زنہار نہین پسند آیا
یان رقص و سرود ہم کسیکا

لیکن یہ کرین حضور باور
بیگم کی نہ ایک تھی برابر

اور رقص و سرود بھی کچھ ایسا
بیگم سے ہی اسکا کلام ملتا

جو بات تھی تیر سے تھی نکلی
ہے رنج مجکو ہی آج تک اسی کا

برپا رہی دیر تک وہ محفل
دیکھا کیا رقص نیم بسمل

نافذ ہونا حکم قتل وزیر اعظم کا اور فریاد کرنی وزیر بیگم کی ظلم وزیر ثانی سے اور بعوضے کرنا چھ لاکھ روپیہ کا اسیر

قسمت کے جو پھوٹنے کا بیان ہی
مضمون کی بازگشت یان ہی

کی عرض کہ وقت آگیا ہی
اب قتل مین دیر کیا ہی

جسوقت ہوا یہ شہ کا ارشاد
حاضر ہوئے ایکدم مین جلاد

اتنے مین وہ حور روش پریرو
بیٹھی تھی جو اُس جگہ بہ زانو

آپے سے وہ اپنے ہوکے باہر
اور سامنے بادشہ کے آکر

تھا شاہ تو اپنی جی سے مرتا
سو جان سے دل نثار کرتا

سمجھا کہ یہ حکم جو ہوا ہی
شاید کہ مخالف رضا ہی

پھر اُس سے کہا کہ ای دل آرا
مطلب ہی کہو تو کیا تمھارا

تھا آج یہ مین نے جی مین سوچا
مجبور یہ بیکسی مین سوچا

یعنے کہ مین پہلے آج سب سے
سلطان کے حضور مین پہونچ کے

جبتک نہ مرا تصفیہ ہولے
زنہار نہ کوئی کچھ بھی بولے

پر یہ تو کہو کہ بات کیا ہی
فرماؤ کہ کیا معاملہ ہی

سنئے یہ جو ہی وزیر ثانی
ظلم و ستم و دغا کا بانی

ابتک تو رہا یہ قصد رکھتا
دیدونگا مین آج یا کہ فردا

ارشاد ہوا پھر اُس سے ایسا
ہی اسپہ تمھارا قرض کیسا

ہی اسکے ثبوت کی نہ حاجت
خود جانتے ہین اسے تو حضرت

اُس روز وزیر یہ گیا تھا
خواہان مرے وصل کا ہوا تھا

برخاست ہوئی وہ بزم جسدم
آگے کو بڑھا وزیر اعظم

یون حکم ہوا کہ اسکو لیجاؤ
لیجاؤ سزا کو جلد پہونچاؤ

اور ساتھ وزیر کا پکڑ کر
یہ چاہتے تھے کہ جائین باہر

شعلے کیطرح بھڑک کے اُٹھی
بجلی کیطرح کڑک کے اُٹھی

رونے لگی اور فغان مچائی
دینے لگی تخت کی دُہائی

جو بات خلاف رائے ہوتی
رکھتا تھا وہ احتیاط اُسکی

جلادون کو کہدیا کہ ٹھہرین
جلدی نہ کہین یہ قتل کردین

کہنے لگی آہ سرد بھر کر
ای شاہ جہان غریب پرور

مرجانے پہ دھیان دھر لیا تھا
اور بلکہ یہ عہد کرلیا تھا

درپیش معاملہ کرونگی
اور حکم کوئی نہونے دونگی

سلطان نے کہا کہ ای مری جان
آنکھون پہ ہماری تیرا فرمان

جب اشک وہ آنکھون سے بہا کر
کرنے لگی عرض سر جھکا کر

چھ لاکھ ہین نکلتے میرے اسپر
دیتا نہین مجھکو یہ ستمگر

اب کرتا ہی آج صاف انکار
حیران ہون سخت اس سے سرکار

کہنے لگی ای غریب پرور
چھ دن سے ہون زار و [illegible]

جس وقت کہ آئی تھی یہان مین
اور ٹھہری تھی ملکے اک مکان مین

اور مین نے کیا تھا صاف انکار
پر اسنے نہ چھوڑا پیچھا زنہار

Digitized by Google

اور یہ بھی کہا تھا اسپرلان
سلطان کے لیے مین آئی ہون یان
پھر کیسے کرون مین تجھسے اقرار
پر یہ نہین باز آیا زنہار

او سکو کہنے لگا کہ تم ہو کسبی
پابند نہین ہو تم کسی کی
تم لوگون کو چاہیے فقط زر
جس شخص سے ہو سکے میسر

نکلی ہو اسی لیے تو گھر سے
شہ سے تمہین کام ہی کہ زر سے
بیحد و شمار زر مین دونگا
اور تمکو بہت سا خوش کرونگا

کچھ خوف کرو نہ دل مین شہ کا
مین بھی ہون وزیر اس جگہ کا
سکھلاؤنگا اسطرح کی حکمت
ملجائیگی جس سے تمکو مہلت

زنہار کرو نہ دل مین ہراس
چھ راتین رہو ہمارے ہی پاس
سلطان کے حضور جبکہ جانا
کرنا کوئی اسطرح بہانا

منزل کی ابھی بہت تکان ہی
قابو مین نہ جسم ہی نہ جان ہی
مین حد سے زیادہ تھک گئی ہون
چھ دن کی معافی چاہتی ہون

دونگا مین تمہین ہر ایک شب کا
بے حیلہ حوالہ لاکھ ٹنکا
ورنہ تمہین کچھ لگا کے تہمت
پہونچاؤنگا لاکھ لاکھ ذلت

اس بات سے ہو گئی مین مجبور
جو اسنے کہا کیا وہ منظور
یہ بات زمانہ جانتا ہی
عورت کا نہین سر ادھر اکی

اور اسکے علاوہ ہو نہین کسبی
دھمکی سے بھی اسکی ڈر گئی تھی
ای شاہ جہان اسی سبب سے
چھ رات رہی ہون پاس اسکے

اب وعدہ خلافی ہی یہ کرنا
اور دینے سے زر کے ہی مکرنا

پوچھنا بادشاہ کا از روے غضب کے حقیقت حال کو وزیر ثانی سے اور انکار محض کرنا اسکا اس امر سے اور مفصل حال بیان کرنا وزیر بیگم کا اور عبرت پکڑنا سلطان کا کشف حقیقت سے اور مورد مراحم ہونا وزیر بیگم کا

سر سبزی بخت خامہ یان ہی
طوطی ہزار داستان ہی
یہ بات سنی جو شہ نے بے لاگ
فی الفور بدن مین لگ گئی آگ

اور سنکر غضب سے تھرتھرایا
خون آنکھون مین غیظ سے بھر آیا
جامہ سے ہوا بس اپنے باہر
اور غصہ سے کانپ اٹھا وہ تھر تھر

غصہ نہ تھا اسپہ کچھ سنبھلتا
کچھ کہتا تو منہ سے کچھ نکلتا
پوچھا یہ وزیر کو بلا کر
یہ کیا ہی معاملہ ادا کر

اب کہہ تو نمک حرام کمبخت
گستاخی یہ کیسی تو نے کی سخت
اس امر کی تھی مجال تیری
کھنچواتا ہون آج کھال تیری

یہ سنکے جو ہل گیا کلیجا
اور ڈر سے نکل گیا کلیجا
سلطان سے قریب تخت آکر
اور باندھ کے ہاتھ سر جھکا کر

یون کہنے لگا کہ اے خداوند
قدمون کی حضور کے ہو سوگند
کہتی ہی جو کچھ یہ ماہ پارا
واللہ کہ جھوٹھ ہی یہ سارا

کیا جانیے کہ سچ ہی یہ کیا
واقف نہین مین تو اس سے اصلا
اور یان کے سوا حضور اسکی
صورت بھی نہین ہی مین نے دیکھی

آتی نہین کچھ سمجھ مین یہ بات
زر کیسا حضور کیسی چھ رات
دامن تلک اسکا گر چھوا ہو
جی چاہے جو کچھ مری سزا ہو

گر مین نے چھوا ہو اسکا اک بال
کھنچوائین حضور اب مری کھال
واللہ نہین ہی مین نے دیکھی
پرچھائین کبھی حضور اسکی

دیکھا ہو اگر نظر اٹھا کر
اُڑوائین حضور اب مرا سر
انگلی بھی چھوئی اگر کبھی ہو
جو چاہو مری سزا ابھی ہو

بیگم نے کہا کہ اے خداوند
اسکا یہ بیان ہو تو قلمبند
انکار نہ تا کہ اس سے کر جاے
ایسا نہو پھر کہین مکر جاے

بد عہد دروغگو ہی مکار
لکھوالین حضور اسکا اظہار
پھر اسکا بیان ہوا قلمبند
بیگم ہوئی جب تو دل مین خرسند

جب ہو گئی اسکی جمع خاطر
اور ہوگئے دور سب مخاطر
تب بولی زمین کو بوسہ دیکر
ای شاہ جہان غریب پرور

Digitized by Google

اب حال تو سارا کھل گیا ہی
واقف ہی نہین ہو جبکہ مجھسے
کہ میرے عمل مین یہ گیا تھا
حرافہ بنا کے مجکو بلا
کرتی رہی فکر یہ مکرر
اک روز بنا کے مکر لائی
بہلانے کے حیلہ سے منگایا
اس شہر مین جلد ہو پہنچی آکر
کمبخت یہ چاہتا تھا ایسا
ہی یہ ہو کہ مرا وزیر اعظم
وہ دیکھ لیا حضور نے اب
عصمت مری کھل گئی نظر مین
اب کون ہی قتل کے سزاوار
سلطان یہ سنکے کر گیا غش
اک چھا گئی دل پہ بیقراری
کی عرض کہ شکر ہی خدایا
کھلتا جو نہ بھید مجھپہ مطلق
جو مجھسے وزیر نے کہا تھا
ہو لوٹ زمانہ سے تم آزاد
جس شخص کو تم بلا ہو بلا
گر میرا وزیر ادا جاتا

انصاف کی ای حضور جا ہی
چھہ ماہ و رہا ہی پاس کسکے
سب اسکا حضور افترا تھا
کمبخت بنی تھی میری خالا
بلوا نہ نہین تا اُسے بقدر
بچے کو بنایا میرا بھائی
اس مکر سے لیکے ہاتھ آیا
مکار کو دیدیا وہ لاکر
ہو جاے جو خون بیگنہ کا
ای قبلہ اسی کی ہو نہین بیگم
اور جان گئے حضور اب
عفت مری کھل گئی نظر مین
ان دونون مین کون ہی گنہگار
قدرت یہ خدا کی کہ غش
رونے لگا کہ آہ و زاری
بیجرم کے قتل سے بچایا
ہو جاتا ضرور خون ناحق
جو میرے مشیر نے کہا تھا
ہر وصف تمہارا ہی خداداد
واللہ ہی اُسکی خوش نصیبی
پھر ایسا کہان مشیر پاتا
ہون بھائی مین آج سے تمھارا

یعنی یہ فساد و شر کا بانی
اب پوچھیے اس سے یہ کہانی
والله ضرور آگ گئی تھی
اس بندی نے احتیاط سے
دروازہ پہ چند بار آئی
دروازے پہ میرے اسکو لاکر
پستول کو لیتے ہی وہ کمبخت
پستول یہ پاکے ایسا پھولا
اب جانا حضور نے مین ہون کون
جو اسنے حضور سے کہا تھا
اب دیکھ لیا جمال میرا
جو حال تھا عرض کر دیا صاف
سر کاٹینگے اب حضور کسکا
درگاہ مین اسکی سر جھکایا
پھر خوف خدا سے خوب رویا
ورنہ یہ وزیر مر چکا تھا
بیگم سے کہا یہ ہو کے خورسند
تم اس سے ہو لاکھ درجہ افزون
ہر قول تمہارا ہی کرامات
ہی سر پہ مرے تمہارا احسان
تو آج سے تم ہو میری ہمشیر
کچھ رنج رکھو نہ تم خدارا

حضرت کا جو ہی وزیر ثانی
لے آیا تھا کسطرح نشانی
مکارہ حضور آگ گئی تھی
آنے نہ دیا تھا اسکو اندر
مجھ تک نہوئی مگر رسائی
پستول کے واسطے رُلا کر
فی الفور وہان سے بدھکر یہ
اللہ کی قدرتون کو بھولا
پہچانا حضور نے مین ہون کون
اور حال مرا بیان کیا تھا
اور جان لیا کمال میرا
اب آپ یہ ٹھہرے انصاف
فرمایئے ہی قصور کسکا
اور خوف خدا سے تھر تھرایا
آنکھون سے غبار دل کا دھویا
کیا قتل مین اسکے رہ گیا تھا
تم بیکے سر سے کی ہو خردمند
قائل ہی تمہاری عقل کے ہیرون
لاریب ہو جامع الکمالات
لی تمنے بچا وزیر کی جان
لائی تمہین اس جگہ تھی تقدیر

قتل ہونا وزیر ثانی کا اور از سر نو سرفرازی پانی وزیر اعظم کی

کندہ جو اسکو کرتا یان ہی
دستور دوم کو پھر بلایا

اور پیش اسکو یہ سبکی نشان ہی
پوچھا کہ ترا جواب ہی کیا

بولا ہی ہر الجزا من الاعمال
اور رہگیا اپنا سر جھکا کر

لکھتا ہی قلم یہ حقیقت حال
انگشت کو دانت مین دبا کر

Digitized by Google

حیرت ہوئی شہ پہ پڑگئی خاک — تقصیر یگی بنا وہ ناپاک
پہنا کے پھر اسکو طوق و زنجیر — سب شہر مین اسکی کرکے تشہیر
آنکھون کو ہمارے پاس لاؤ — اور کتون کو بوٹیان کھلاؤ
حضار نے اپنے ہوش کھوئے — درگاہ خدا مین خوب روئے
کہنے لگے قدرت الٰہی — بیجرم کی جان کیا بچائی
جس شخص کی واقعی خطا تھی — کیا اسکو یہ واجبی سزا دی
بہنون کی طرح سے اسکو رکھا — بیگم نے مزہ خرد کا چکھا
خوش ہوگئی بادشاہ بیگم — کہنے لگی اس سے واہ بیگم
ہم تیرے ہوئے کمال ممنون — ہین شکرگزار حد سے افزون
ادنی سی ہون اک تمھاری [illegible] — کم مجکو نہین ہی فخر یہ بھی
اک آپکی ہو نمین کفش بردار — لونڈی ہون تمھاری جان نثار
چھاتی سے لگا کے اسکو رویا — دونون نے غبار دل کا دھویا
مبذول ہوا پھر اسپر احسان — پھر اسکو عطا ہوا قلمدان
خوش ہوگئی ملک کی رعایا — مقصود جو دل کا تھا بر آیا
کہنے لگے شکر ہی خدایا — تو نے ہمین پھر یہ دن دکھایا

کی عرض کہ دون جواب کیا — قسمت مین مری یہی لکھا تھا
جلادون کو حکم دیا کہ فوراً — مردود کی جاکے مارو گردن
جلادون نے کرکے کام اسکا — دنیا سے مٹا دیا نام اسکا
جاتی رہی سب کے دل سے غفلت — اور ہوگئی بس ہر اک کو عبرت
کیا تو نے کیا ہی آج انصاف — بیجرم کو کیا بچا دیا صاف
پھر شاہ نے تمام کو بچا — بیگم کو محلسرا مین بھیجا
بیگم سے ملین جو بیگمائین — ہونے لگین سب گذشتہ باتین
دنیا مین نہین نظیر تیرا — بندہ نہو کیون وزیر تیرا
کی عرض نہ دیجیے یہ چڑھاوے — کھلتے نہین مجھسے کچھ بڑھاوے
آتا مجھے کیا ہنر ہی فن ہی — یہ آپکا سارا حسن ظن ہی
پھر پہلے وزیر کو بلا کر — خوب اس سے ملا گلے لگا کر
موذی کا جو حکم خدا نے مارا — خلعت اسے پھر ہوا دوبارا
پھر اسکو ہوئی جو سرفرازی — کرنے لگا سب کی دلنوازی
جتنے تھے وہان کے عام اور خاص — سب کہتے تھے دل مین اس سے اخلاص
جاتے رہے سب ملال جی کے — چرچے ہوئے پھر وہی خوشی کے

خاتمة الکتاب از مصنف

احقر نے یہ مثنوی جو لکھی — مقبول زمانہ ہو الٰہی
اسمین ہی لکھا بیان عصمت — تاریخ ہی ترجمان عصمت ۱۲
حاسد کی آنکھ سے بچائے — جو عیب ہون اسمین تو چھپائے
عصمت کا ہی مختصر سا قصا — اچھا ہی نام بھی ہی اسکا

قطعۂ تاریخ ریختۂ کلک اعجاز سلک جناب فیض انتساب شاعر علام جم مقام سلطان اقلیم سخندانی خسرو قلمرو شیرین بیانی حضرت مخدومی مرزا قربان علی بیگ صاحب المتخلص بہ سالک طاب ثراہ

مثنوی جناب احقر ہین — کیا بھری کوٹ کر بلاغت ہی
دیکھکر سلسبیل ہی پانی — یہ بیان مین جو کچھ سلاست ہی
وائر سوم زلال ہین اسکے — مہر کو جسکے سبب طلعت ہی
چمنستان صفحہ کو دیکھا — آنکھ مین جس سے اک طراوت ہی
یہ ادا ہی کہ آئینہ یارب — قصد قائل کی جسمین صورت ہی
آب کوثر مین کب نظر آئے — اسکے مضمون مین جو لطافت ہی
معنی آبدار وہ گوہر — دُرِ شہوار جسکی قیمت ہی
مین کرون وصف اسکے کیا سالک — مجکو ایسی کہان طاقت ہی
بسکہ مملو ہی یہ فصاحت سے — سال بھی نسخۂ فصاحت ہی
۱۲۹۴

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر فصیح بے بدل بلیغ عدیم المثل جناب مخدومی محمد سعادت یار خان صاحب عاشق تخلص

سخنِ نادر و کلام لطیف	شاعرانِ زمان کی زینت دیکھ	نکلی جسدم زبانِ الحقر سے	ہوئی مرغوب طبع شاہ و شیب
	جب چھپی مثنوی تو عاشق نے	لکھی تاریخ نظم زیب فریب ۱۲۹۰ھ	

ایضاً طبعزاد شیخ محمد عبد المجید فرزند ارجمند مصنف

بہت صاف اردو مین اک مثنوی	مرے قبلہ گاہی نے تصنیف کی	خدا کی عنایت سے وہ اب چھپی	نہایت ہی صحت سے چھاپی گئی
کہا دل نے میرے کہ عبد المجید	لکھو اسکی تاریخ تم بھی کوئی	تو مین نے لکھا سال ہندسے وجد	یہ چھپی واہ کیا خوب یہ مثنوی ۱۲۹۰

قطعۂ تاریخ طبع مثنوی ترجمان عصمت از نتیجۂ فکر نونہال بلند اقبال شیخ محمد یوسف تخلص یوسف برادر زادہ مصنف

لکھی ہی یہ احقر نے نادر کتاب	بہت خوش ہوا جسنے اسکو پڑھا	نہین سیر سے سیر ہوتا ہی دل	پڑھو جب تو ملتا ہی تازہ مزا
یہ چھپی ہی وہ فضلِ الٰہی سے اب	لکھو اسکی تاریخ دل نے کہا	تجھے غور کیون ہی یوسف خستہ ہی	بہت صاف ہی مادہ سال کا
	سرِ لطف سے لکھہ یہ تاریخ طبع	یہ چھپی خوب یہ مثنوی واہ وا ۱۲۹۰ھ	

قطعۂ تاریخ طبع مثنوی از مصنف

لکھا تھا پیشتر مین نے جو قصا	خدا کے فضل سے اب وہ چھپا ہی	عجب با قاعدہ پاکیزہ خط ہی	کسی خوش خط نے کیا اچھا لکھا ہی
سیاہی نگئی ہی روشنائی	یہ کچھ تیتھر نہین چھاپے کے جا ہی	مجھے حیرت ہی کیونکر اٹھتے ہین عکس	یہ تیتھر ہی کہ یا رب آئینا ہی
بہت عمدہ ہی کاغذ صاف چھاپا یہ	پسند خاطر اہل صفا ہی	تو سطر طرح تقطیع موزون	غرض جیسا چھپا اچھا چھپا ہی
کہا دل نے کہ لکھو طبع کا سال	نہین خاموش رہنا اب روا ہی	کوئی سادہ سی لکھدو اسکی تاریخ	تمہین احقر ذرا دیکھو بڑا ہی
تو مین نے بھی اٹھا کر اپنا خامہ	قلم برداشتہ قطعہ لکھا ہی	ملی تاریخ جب کا تا سر خفیف	نہایت خوب یہ قصہ چھپا ہی ۱۲۹۰ھ

قطعۂ تاریخ و ہم تقریظ طبع کتاب چکیدۂ خامۂ اعجاز تمامہ فارس مضمار بلاغت شہسوار میدان فصاحت جناب فیض مآب حضرت اوستادی شیخ محمد عسکری صاحب تخلص اخگر ساکن اٹاوہ شاگرد رشید حضرت نادر سحبان زمان مغفور

لکھی ہی احقر نے مثنوی کیا کہ جسکے دیکھے سے دل ہو ٹکڑے	عجیب مضمون فقط ملے ہوئے ہین نئی صفائی مین کچھ صفا ہی
جہان ہی حسن و خا مضمون ہر ایک مصرع ہی دُرِّ مکنون	بہاے یوسف ہی جسکی قیمت نظر مین سودا بہت کھرا ہی
رقم حسد کا جہان ہی قصہ حسد ہی پیر فلک کو بھولا	حریفِ گردون بھی کہ رہا ہی کہ کس بلا کا یہ شعبدہ ہی
ستم ہی کتنی کا کید جب جا فلک مین تھمکی وہ ہی لگا تا	زمین اشعار کا بھی طبقہ ہنر کی دہشت سے ہل رہا ہی

Digitized by Google

جہان یہ ہی خوبی محافہ بنا ہی مضمون اوڑن کھٹولا
جہان ہی پستول کی کہانی نظر مین ہی موت کی نشانی
غضب ہی سچا بنا ہی جھوٹا یہ کید و مکر و فریب دیکھو
کہین ہی عصمت سے سرگرانی کہین ہی تشریح بدگمانی
کسی کی آہون نے ہین کمندین قلق سے بام فلک پہ ڈالین
طلب محل کا کہین ہی چرچا نصیب نے ہی لگایا دھبا
سفر کی تیاریان ہین برپا کیا ہی زادِ سفر مہیا
عیان ہی پردیس کی فرقت کمال ارزان ہی جنس عصمت
ملا ہی اک شخص درمیانی ملازمت شاہ کی ہی ٹھانی
فدا ہی سلطان کی جانِ شیرین ہی عشق و عصمت مین لاگ پیدا
قلق ہی شوہر کی جان کا جو دریچہ مین بیٹھی رو رہی ہی
نظر پڑی ہی جو آہ باہم ہوا ہی کشتہ وزیر اعظم
سواری سے ہی اُتر کے آیا کی اِسنے دیر تک ہی پیشوائی
جما ہی رنگِ وصال باہم نہین ہی امید زندگی کی
وہ رو کے ہی بار بار کہتی جو جان ای میری جانِ بیگی
ہوئی ہی آخر شبِ تمنا ستارۂ صبح بھی ہی چمکا
یہان ہی تر آنسوون سے دامن اک آنکھ بھادون ہی ایک ساون
خدا کا نام بزرگ لیتی چلی ہی دربار کی طرف کو
ہوا ہی گانے کو حکم شاہی پھڑک کے اُٹھی ہی شل باہی
ہی گھنگرؤن کی صدائے محشر حنائی پانؤن کی ٹھوکرین وہ
ہی راگ پنچم مین کب اُلایا بلند ناحق ہی نام زہرا
اودھر ہی بیہوش ساری محفل زمین پر لوٹتے ہین بسمل
یہ عرض کرتا ہی شہ سے بیکس کہ قتل کا حکم میرے اب ہو
قریب ہی اب تو موت تیری یہ لطف آخر اُٹھانے تو بھی
وہ عرض کرتا ہی شہ سے رو کر غلط نہین بولتا کبھی مین

جہان ہی ذکر زری و دیبا ورق وہ کاغذ کا جگمگا ہی
سیاہ بختی کی ترنگ مضمون وہان پہ پھیکا اُڑا رہا ہی
ہوا جو ہی حکم قتل صادر وزیر مہلت طلب ہوا ہی
بدی کی کالک سے کوئی ناحق خطِ جبین کو مٹا رہا ہی
کسی کا رنگ پریدہ غم کی ہوا مین مثل اُڑا رہا ہی
پڑھا ہی اپنی جبین کا لکھا وزیر بندی بنا گیا ہی
غریب کو بخت سے ہی شکوہ حضر مین غربت کا سامنا ہی
کہا ہی اپنے کو سب سے کسبی مکان کرایہ کو اک لیا ہی
سفر کا جوڑا بدن مین میلا غبار مین ہیر اَٹ رہا ہی
سوال وصل آ گیا ہی لب پر یہ مکر و حیلہ سے ٹل گیا ہی
مگر مقدر سے اتفاقاً نظر وزیر اُسکو آ گیا ہی
یہ دل سے کہتا ہی اپنے پیہم مرے اُڑا کر کل قضا ہی
مگر نہین جانتا وہ غمگین کہ میری بیگم یہ پارسا ہی
تمام مال و متاع اپنا ہبہ پر بیر و کو کر دیا ہی
تو تم سے لونڈی ہمیشہ لیگی سند کو ٹکڑے اُڑا دیا ہی
برائے قتل آہ ہو مہیا وزیر روتا ہوا چلا ہی
تماکے دکھلا دیا ہی جوبن سنگار کس ڈھنگ مین کیا ہی
ادا سے پہونچی ہی برق بنکر ہر اہل محفل تڑپ رہا ہی
بدن مین جوبن ہی رنگ کا ہی دل آج سلطان کا کہربا ہی
وہ آنا جانا غضب کے چکر چمن مین طاؤس ناچتا ہی
نہین وہ گاتا ہی ایسا ٹپا صنم سے کوسون کا فاصلا ہی
اُدھر وزیر مطیع قاتل قضا پر آ کر کھڑا ہوا ہی
یہ شاہ کہتا ہی مشتعل ہو کر مرے مین کیا ادا ہی بکتا ہی
کبھی ہی شکل ایسی تو نے دیکھی یہ تونے گانا کبھی سنا ہی
یہ میری بیگم کے ہی مشابہ وہی ادا ہی وہی گلا ہی

Digitized by Google

یہ سُنکے بھڑکا ہی قہر سلطان ہوا ہی جلادون کو یہ فرمان
اسے کرو اسکے خون مین غلطان کہ قتل ہونے کو کہہ رہا ہی

وزیر بیگم یہ حکم سُنکر ہی مثل برق جہندہ تڑپی
کیا ہی سلطان سے عرض بڑھکر کہ ایک میرا مقدمہ ہی

کرین اتنے آپ پہلے فیصل کہ روبکاری ہو میری لق
وزیر ثانی جو ہی یہ اکمل یہ پاس جسکے شب کر رہا ہی

جہولا کہہ آتے ہین سکتے اسیر یہ صاف سُنکر ہی سُننے سے تر
اسی کے کہنے سے بندہ پرور وصال حضرت کا مٹ گیا ہی

یہ سُنکے سلطان غیظ مین ہی وزیر ثانی کو ہی بلایا
سُنایا ہی اُس پری کا دعوی وہ صاف انکار کر رہا ہی

قسم وہ کہاتا ہی سانپ کاٹے کہ جسنے گیسو کبھی ہون دیکھے
کفن نہ مرکر نصیب ہوئے یہ پاس تک بھی اگر چھوا ہی

وزیر بیگم ہی بلبلاتی نہین ہی دعوے سے ہاتھ اُٹھاتی
یہ روکے سلطان کو ہی سناتی رقم ہوا اظہار تو بجا ہی

کیا ہی انکار اُسنے قطعی تو کہتی ہی یہ وزیر بیگم
جو راست گو ہی یہ بے تامل تو کس سے پیتول لا دیا ہی

سُنی ہی سلطان نے سب کہانی وزیر ثانی ہی قتل ہوتا
دلائی شوہر کو پھر وزارت وزیر بیگم وہ باوفا ہی

عدالتون مین ہی اسکا چرچا ہر اہل دفتر یہ ہی سُناتا
عجب طرح کا مقدمہ ہی نئی طرح کا یہ فیصلا ہی

مین سال تاریخ کا ہون جویا ہوئی ہی مطبوع مثنوی کیا
اسی تفکر مین غور سے ہون اسی طرف دل کو اعتنا ہی

جو سال تاریخ کا ہی جویا تو ہاتف غیب ہی سُناتا
ہی آج بیہوش آپ اخگر کلام سحر حلال کیا ہی

ایضاً ولہ فارسی

بہ پاس طبع بو غید مثنوی عجیب
بہ او کشیدہ دل مردمان ز رغبت شوق

بفضل ایزد غفار و پاک رب قدیر
طلسم سحر حلال ست بہر جم غفیر
صدائے ہاتف غیبی چو گرم پیدا شد

زخامہ کو کہنی کرد آنچنان اخگر
بصد خوشی پی تاریخ طبع آن بگذشت
سخنوری و سخن فہمیست این بگو تحریر

کہ شد سپیدی بین السطور جوی شیر
بغور اخگر دلخستہ و ذلیل و حقیر

قطعہ تاریخ طبع مثنوی از نتائج افکار نونہال چمنستان سخندانی و نوباوۂ بوستان شیوا بیانی
جناب شیخ محمد تقی صاحب تخلص ضیا خلف الصدق حضرت اخگر دام فیضہم

ترجمان عصمت اسکا نام رکھا ہی بجا
کتنا پاک اے دل کلام اخگر خوش طبع ہی

نغز مضمون چست بندش لفظ و معنی صاف صاف
ایک جا مغلق نہین کیا سادگی کی وضع ہی

شوق سے اسکو ضیا پڑھتے ہین عاشق رات بھر
دل ہی پروانہ سبھون کا اور یہ قصہ شمع ہی

دل سے آتی ہی صدا یہ از پئے تاریخ سال
شکر جلد مثنوی پنہان بر خست طبع ہی

خاتمۃ الطبع مثنوی ترجمان عصمت

سبحان اللہ کیا مثنوی لاجواب ہی جسمین ایک داستان رنگین عنوان نایاب ہی جو بیان ہی شیرین مقالی مین

Digitized by Google

بھرا ہی جو شعر ہی بلندی مضامین مین ہمرتبۂ شعری ہی کہتین فرط محبت کی گھاتین کہین محبوبون کی پیاری پیاری باتین جسنے پڑھا بے ساختہ پھڑک گیا واہ واہ زبان پر لایا بے شائبۂ تکلف کہہ سکتے ہین کہ اس مثنوی سحر بیان مین وہ جادو کلام کوٹ کوٹ بھرا ہی کہ اور زبان دانونکی طرز گفتار کو گرد کر دیا ہی فی الحقیقت اس مہوش مہر تمثال کے جوبن کا اور ہی رنگ ہی اہل شوق کے دل بہلانے کا اور ہی ڈھنگ ہی لفظ جیسے عروس مع نوشاہ کی طرح ہم آغوش ہین حروف و الفاظ باہم عاشق و معشوق کے انداز پر دوش بدوش ہین شعر اللہ رے دماغ بتان حروف کا تکیہ لگائے بیٹھے ہین بین السطور کا ۔ کیون نہو اس نو عروس سرمایۂ ناز و انداز کو مشاطۂ گہربار طبع سخنور نازک خیال بلبل شیوا زبان بوستان کمال گل سرسبد بلاغت گستری سرو جویبار معنی پروری ذہین و ذکی الفطرت والا گہر حافظ کریم بخش صاحب متخلص بہ احقر نے زیور نظم سے آراستہ کیا ان دنون مین وہ شاہد رعنا حسب فرمایش مصنف موصوف کے حجلۂ عروسی مطبع نامی منشی نولکشور مین باہ سعید اگست سنہ ۱۸۶۳ء مطابق ماہ رمضان ۱۲۸۰ ہجری حلۂ طبع سے ہر ہفت ہو کر جلوہ نمائے دلربائے چار دانگ عالم ہوا احسان آفرین نظر نظارگیان اہل شوق مین مرغوب و مطبوع فرماوے

Digitized by Google

Digitized by Google

Digitized by Google

Digitized by Google

This is a digital copy of a book that was preserved for generations on library shelves before it was carefully scanned by Google as part of a project to make the world's books discoverable online.

It has survived long enough for the copyright to expire and the book to enter the public domain. A public domain book is one that was never subject to copyright or whose legal copyright term has expired. Whether a book is in the public domain may vary country to country. Public domain books are our gateways to the past, representing a wealth of history, culture and knowledge that's often difficult to discover.

Marks, notations and other marginalia present in the original volume will appear in this file - a reminder of this book's long journey from the publisher to a library and finally to you.

Usage guidelines

Google is proud to partner with libraries to digitize public domain materials and make them widely accessible. Public domain books belong to the public and we are merely their custodians. Nevertheless, this work is expensive, so in order to keep providing this resource, we have taken steps to prevent abuse by commercial parties, including placing technical restrictions on automated querying.

We also ask that you:

+ *Make non-commercial use of the files* We designed Google Book Search for use by individuals, and we request that you use these files for personal, non-commercial purposes.

+ *Refrain from automated querying* Do not send automated queries of any sort to Google's system: If you are conducting research on machine translation, optical character recognition or other areas where access to a large amount of text is helpful, please contact us. We encourage the use of public domain materials for these purposes and may be able to help.

+ *Maintain attribution* The Google "watermark" you see on each file is essential for informing people about this project and helping them find additional materials through Google Book Search. Please do not remove it.

+ *Keep it legal* Whatever your use, remember that you are responsible for ensuring that what you are doing is legal. Do not assume that just because we believe a book is in the public domain for users in the United States, that the work is also in the public domain for users in other countries. Whether a book is still in copyright varies from country to country, and we can't offer guidance on whether any specific use of any specific book is allowed. Please do not assume that a book's appearance in Google Book Search means it can be used in any manner anywhere in the world. Copyright infringement liability can be quite severe.

About Google Book Search

Google's mission is to organize the world's information and to make it universally accessible and useful. Google Book Search helps readers discover the world's books while helping authors and publishers reach new audiences. You can search through the full text of this book on the web at http://books.google.com/